مکمل ناول

راشدہ رفعت

عید والے دن

"کتنے مصروف ہیں سب لوگ، میری بات تو کوئی سن ہی نہیں رہا۔"

وہ باری باری سب کمروں میں جھانک کر اب لاؤنج میں ہی پریشان سی بیٹھ گئی تھی۔

"اسی لیے تو کہتے ہیں ایک بہن بھی ضرور ہونی چاہیے۔ چار بھائی ہیں میرے اور ایک بھی کسی کام کا نہیں۔ معیز، مغیث، معید اور نبیب، کوئی ایک بھی تو میرے احساسات نہیں سمجھ رہا۔ منگنی میری کرنے جارہے ہیں اور خود یوں تیار ہو رہے ہیں جیسے اپنے نکاح میں شرکت کرنی ہے۔" وہ کڑھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ ان کے کمروں سے مسلسل آوازیں آرہی تھیں۔

"نبیب یار! اپنی گرے ٹائی تو دے۔ میرے سوٹ کے ساتھ سوٹ کرے گی۔" مغیث با آواز بلند پکارا۔

"سوری یار! اتفاق سے میرے سوٹ کے ساتھ بھی وہی میچ کر رہی ہے۔"

نبیب نے صاف انکار کیا تو مغیث نے جواباً اسے شاندار خطابات سے نوازتے ہوئے اپنے پچھلے احسانات یاد دلائے تھے۔ معیز کو میچنگ کی جرابیں نہیں مل رہی تھیں اور نبیب اپنا بنیان ڈھونڈنے کی کوششوں میں لگا ہوا تھا۔ معید خلاف توقع سب سے پہلے تیار ہو گیا تھا اور تیار ہونے کے ساتھ ہی تیر کی سی تیزی سے کمرے سے نکل گیا تھا۔ مبادا نبیب اپنے بنیان اور معیز اپنی جرابوں کی مہک کا تعاقب کرتے اس تک پہنچ جائیں۔ آج تو بابا کی تیاریاں بھی عروج پر تھیں۔ بہت عرصے بعد وہ اس طرح تیار ہوئے تھے۔

"لڑکو! جلدی کرو بھئی۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔" گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے انہوں نے با آواز بلند پکارا۔

"جی بابا! بس آرہے ہیں۔" مغیث جلدی سے بولا۔

"کسی کو، کسی کو بھی تو میرا خیال نہیں۔ کاش مما زندہ ہوتیں۔" اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

"ہائیں! یہ تمہیں کیا ہوا؟" معید لاؤنج میں آیا تو اسے آنکھیں مسلتا دیکھ کر حیران رہ گیا۔ "ارے بے وقوف! آج

تو صرف منگنی کرنے جا رہے ہیں کوئی شادی کی تاریخ دینے تھوڑی جا رہے ہیں۔" اس نے اسے تسلی دینا چاہی تو وہ اسے گھور کر رہ گئی۔ آنسو اب بھی امڈے آ رہے تھے۔

"یہ تم کیا ماسیوں والا حلیہ بنا کر بیٹھی ہو۔" اتنے میں معیز بھی آ گیا۔

"ارے تم تو رو بھی رہی ہو، خیریت؟"

معیز اس سے ایک سال بڑا تھا اور اس کا خیال تھا کہ معیز اور اس کے درمیان ایک ایسا تعلق ہے کہ وہ اس کی ہر بات بغیر کہے جان لیتا تھا اور آج وہ بھی کیسا انجان بنا پوچھ رہا تھا۔

"بہنوں کی منگنیاں ایسے کرتے ہیں۔ وہ بھی اکلوتی بہن کی۔" معیز نے جب بہت محبت سے اس کے گرد بازو حمائل کیے تو وہ شکوہ کیے بنا نہ رہ سکی۔

"اچھا، تو پھر کیسے کرتے ہیں۔" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

"صرف سکندر انکل کے کہنے پر اعتبار کر لیا۔ آخر اتنا عرصہ امریکہ میں گزار کر آیا ہے۔ کچھ تحقیقات تو کروانی چاہیے تھیں نا۔ اور مجھے تو نام کے علاوہ کچھ بھی نہیں معلوم۔ تصویر تک تو دکھائی نہیں۔" اصل مسئلہ اب زبان پر آیا تو معیز بے ساختہ امڈنے والی مسکراہٹ چھپا گیا۔

"دیکھو بھئی، اس معاملے میں تم ہمیں قصوروار نہیں ٹھہرا سکتیں۔ پارٹی میں اچھا بھلا موقع ملا تھا تمہیں۔ نگین باجی کے آدھا درجن بچوں کو سنبھالنے سے فرصت ملتی تو تم عون کو بھی دیکھ لیتیں۔ قصور تمہارا ہے۔" معید صاف گوئی سے بولا۔

"تو مجھے پتا تھوڑی تھا کہ انکل ایک ہفتے بعد ہی پروپوزل لے آئیں گے۔ اگر ہفتہ پہلے لے آتے تو میں دیکھ بھی لیتی۔" وہ مزید دکھی ہوئی۔

"اچھا چلو چھوڑو۔ ہم آج کیمرا لے کر جا تو رہے ہیں۔ ہر اینگل سے تصویر اتار لیں گے۔" معیز نے دلاسہ دیا۔

"مگر فائدہ، منگنی تو ہو چکی ہو گی مجھے پسند نہ آیا پھر؟" اس نے اعتراض کیا۔

"یہ جو تمہارے چار کڑیل جوان بھائی ہیں۔ ان پر ذرا اعتبار نہیں ہے تمہیں؟" مغیث جانے کب پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"دیکھو بہنا! ہم نے اچھی طرح چھان بین کی ہے۔ پوری دو ٹانگیں، دو کان، ایک ناک اور دو آنکھیں ہیں۔ بس ذرا سا بھینگا ہے تو یہ کوئی ایسی بڑی خامی نہیں۔ گلاسز لگا کر فوراً" چھپ جاتی ہے۔" مغیث نے نہایت سنجیدگی سے کہہ کر اسے مزید دہلایا۔

"بس اب نکل لو یار! بہت دیر ہو گئی ہے۔" بابا اندر آتے ہوئے بولے تو اس نے جھٹ آنسو پونچھ ڈالے۔

"جی بابا! چلیں بالکل تیار ہیں ہم۔" منیب بھی آخر میں تیار ہو کر نکل آیا۔

"اچھا بیٹے! تم اکیلے گھبرانا مت، صغریٰ آنے ہی والی ہو گی۔ گیٹ بند کر لو اور پوچھ کر کھولنا۔" بابا نے ہدایت کی تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اور دیکھو، ہمارے پیچھے رونے دھونے کا مزید پروگرام نہ کرنا بلکہ نہا دھو کر فریش ہو جاؤ۔"

معیز نے اس کے کان میں سرگوشی کی اور چلا گیا۔ گیٹ میں کھڑے ہو کر اس نے سب کو رخصت کیا۔ بہت عرصے بعد بابا اور سارے بھائی کہیں اکٹھے جا رہے تھے۔ آیت الکرسی کا ورد کر کے اس نے دور جاتی گاڑی پر پھونک ماری اور پھر گیٹ بند کر کے اندر آ گئی۔ ذہن ابھی تک مغیث کی بات میں ہی الجھا ہوا تھا۔

"کیا پتا سچ مچ ہی بھینگا ہو۔" وہ کسی صورت اس خیال سے پیچھا نہ چھڑا پا رہی تھی۔ "بابا ویسے تو کتنا لبرل بنتے ہیں لیکن اس معاملے میں بالکل پرانے خیالات کے مالک نکلے۔ کیا ہوتا اگر کسی ہوٹل وغیرہ میں فنکشن کروا لیتے دونوں فنکشن ایک ہی دن ہو جاتے۔ میں بھی اچھی طرح دیکھ لیتی۔ رسالوں وغیرہ میں تو یوں ہی ہوتا ہے۔" اسے کافی قلق ہو رہا تھا۔

ابھی ایک مہینہ پہلے تک زندگی بالکل سیٹ جا رہی تھی۔ گھر سے کالج، کالج سے گھر، روز مرہ کے کام کاج، بھائیوں کی نوک جھونک، لاڈ پیار، بابا کی شفقت بھری نصیحتیں اور بس۔ اور پھر پتا نہیں کیسے اچھی بھلی زندگی میں عون سکندر صاحب نے ہلچل سی مچا دی۔

سکندر بابا کے سب سے بہترین دوست تھے۔ اور عون ان کا عزیز از جان اکلوتا بیٹا۔ سکندر انکل ایک طویل عرصے تک بیرون ملک رہے تھے اس کے باوجود ٹیلی فون اور خط و کتابت کے ذریعے رابطہ برقرار تھا۔ آنٹی کی وفات کے بعد انکل تو پاکستان واپس آ گئے۔ عون کی تعلیم مکمل نہیں ہوئی تھی سو وہ امریکہ میں ہی رک گیا تھا پھر ایک طویل عرصے تک انکل تنہا رہے تھے اور اسی تنہائی سے گھبرا کر وہ اپنا اکثر و بیشتر وقت بابا کے ساتھ گزارتے۔ ویسے بھی انکل اور بابا کے گھریلو حالات کافی ملتے تھے۔ دونوں کی گھر والیاں عرصہ ہوا داغ مفارقت دے چکی تھیں۔ سو انکل اور بابا کی دوستی میں ظالم سماج نام جیسی کوئی چیز نہ پائی جاتی تھی۔

پھر عون کی تعلیم مکمل ہو گئی۔ وہ واپس آ رہا تھا اور انکل کے تو قدم زمین پر نہ ٹک رہے تھے۔ عون ان کی اکلوتی اولاد تھا۔ اس کے آنے کی خوشی میں انکل نے ایک گرینڈ پارٹی دی تھی۔ ان دنوں اس کے کالج کے ٹیسٹ ہو رہے تھے سو وہ بہت مختصر وقت کے لیے پارٹی میں گئی۔ خوش قسمتی یا بدقسمتی سے وہاں عون کو دیکھ ہی نہ پائی۔ بابا کے ایک دوست افتخار انکل کی بیٹی نگین آپی کے بچوں میں ہی مصروف رہی۔

پارٹی کے تھوڑے دن بعد ہی انکل اس کے لیے اپنے بیٹے کا پروپوزل لے آئے۔ بابا نے بھی رشتہ قبول کرنے میں اتنی جلدی کی کہ اس سے پوچھا تک نہیں۔ بس ایک دن سکندر انکل اور ان کی بڑی بہن اسے انگوٹھی پہنا کر ہاتھ پر ہزار ہزار کے کئی نوٹ رکھ گئے۔ بس یہ ان کی طرف سے منگنی کی رسم تھی۔ نہ مہمان آئے، نہ ڈھول بجے نہ اس کی سہیلیاں اکٹھی ہوئیں۔ اتنی پھیکی اور بدمزہ تقریب اور آج ٹھیک ایک ہفتے بعد بابا اور بھائی، عون سکندر کو سند قبولیت بخشنے گئے تھے۔ اور اسے جلنے کڑھنے کے لیے گھر پر چھوڑ دیا تھا۔

اس کی دوستوں میں صرف ارم کی منگنی ہوئی تھی اور کتنی زبردست منگنی تھی۔ جس دن ارم کے گھر والے رسم کرنے گئے، ویسے ہی اس کے منگیتر نے فون کر کے خوبصورت لفظوں میں مبارک باد دی تھی۔

"ہو سکتا ہے عون بھی مجھے فون کر لے۔ مگر فون پر تصویر تھوڑا ہی آتی ہے۔ کیا پتا سچ مچ بھینگا ہی ہو۔" سوچ سوچ کر وہ روہانسی ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں صغریٰ بھی آ گئی۔

برتن وغیرہ دھونے کے بعد صغریٰ کی فرمائش پر اسے موی لگا دی اور خود بھی وہیں صوفے پر دراز ہو گئی۔ اور پھر فلم کے شور کے باوجود اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ کافی دیر بعد آنکھ کھلی تو فلم تقریباً" ختم ہونے والی تھی۔ وہ کچن سے فروٹ باسکٹ اٹھا لائی۔ کھانا کھانے کو تو جی ہی نہیں کر رہا تھا۔ اس نے سیب اور کیلے کھا کر بھوک مٹانا چاہی۔

"بی بی! کب تک آ جائیں گے صاحب لوگ؟" صغریٰ نے تیسرا کیلا اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں بس آنے والے ہی ہیں۔" اس نے گھڑی پر نظر ڈالی تو اندازہ ہوا کہ کافی دیر ہو گئی ہے۔

"تمہیں جانا ہے تو جاؤ۔" اس کی نیند سے بھری آنکھیں دیکھ کر اسے کچھ شرمندگی ہوئی۔

"نہ، نہ میں تو ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔ آپ تسلی رکھو۔ صاحب لوگوں کے آنے کے بعد ہی جاؤں گی۔"

صغریٰ نے اسے تسلی دی۔ تب ہی فون کی گھنٹی بجی اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ ارم کی قسمت پر رشک کر رہی تھی اور اب اس کی ہمت پر حیرانی ہو رہی تھی۔

"صغریٰ پلیز! فون تو سن لو۔" اس نے ریموٹ سے آواز کم کرتے ہوئے صغریٰ سے کہا۔

صغریٰ نے سر ہلاتے ہوئے فون ریسیو کیا۔

"السلام علیکم۔ ہیں جی، اچھا جی۔"

"یہ لیں ماہا بی بی! بات کریں۔" اس نے فوراً" ہی ریسیور ماہا کو تھما دیا۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے ریسیور پکڑا۔ بہت دھیمی آواز میں ہیلو کہا۔

"ہاں، ماہا بیٹا! ڈر تو نہیں لگ رہا؟" دوسری جانب بابا کی آواز سن کر جہاں سکون کا سانس لیا وہاں یک گونہ مایوسی بھی ہوئی۔

"نہیں بابا! صغریٰ بیٹھی ہوئی ہے میرے پاس۔" اس نے انہیں تسلی دی۔

"اچھا دیکھو، یہاں تو تمہارے سکندر انکل نے مجھے زبردستی روک لیا ہے۔ افتخار بھی ہے اور نواز بھی۔ زبردست محفل جمی ہوئی ہے۔ تمہارے بھائی وغیرہ بس پہنچنے والے ہیں۔" انہوں نے اپنے عزیز از جان دوستوں کا نام لیتے ہوئے بتایا۔

"ٹھیک ہے بابا۔" اس نے مرجھائے ہوئے لہجے میں کہہ کر فون رکھ دیا۔

"صغریٰ! تمہاری منگنی ہوئی تھی؟" کافی دیر کی خاموشی کے بعد اسے جانے کیا خیال آیا تو نہایت حسرت بھرے لہجے میں صغریٰ کو مخاطب کیا۔ اس سوال کے جواب میں صغریٰ کو تاریخ کا طویل سفر طے کرنا پڑا کیونکہ اب ماشاءاللہ اس کے نو بچے تھے۔

"ہاں بی بی جی! ہوئی تھی، بڑی دھوم دھام سے۔" صغریٰ نے ٹھنڈی آہ بھر کر کمرے کا ماحول یخ بستہ کر دیا۔

"اگر ہوئی تھی تو اتنی افسردہ کیوں ہو؟" ماہا کو حیرانی ہوئی۔

"اس لیے ماہا بی بی کہ صرف ہفتے بعد ہی ٹوٹ گئی تھی۔" اس نے بتایا۔

"اچھا تو گڈو کے ابا سے شادی سے پہلے تمہاری منگنی کسی اور سے ہوئی تھی؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"نہ جی کسی اور سے کہاں، گڈو کے ابا سے ہی ہوئی تھی۔" اس نے بات کو الجھا دیا۔ "بس جی ادھر منگنی ہوئی ادھر ٹوٹی۔ پانچ مہینے بعد انہوں نے معافی مانگی تو میرے ابا نے شادی کردی۔ مگر یہ جو گڈو کے ابا کی پھوپھی تھی بڑی پھاپھا کٹنی تھی اس نے میری خالہ کلثوم کو خوب ورغلایا۔ وہ تو اللہ بخشے پھوپھی شبراتن نے......"

صغریٰ کی نیند اڑ چکی تھی۔ وہ بہت محویت سے اپنی داستان سنانے میں لگی تھی ماہا کو افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے یہ قصہ کیوں چھیڑا۔ تب میں ہی باہر گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو اس نے سکون کا سانس لیا۔

"اچھا جی، صاحب لوگ آگئے ہیں۔ میں دروازہ کھول کر باہر کے باہر ہی چلی جاؤں گی۔ سویرے جب آؤں گی تب ساری بات بتاؤں گی۔" وہ چپل پہن کر چادر کی بکل مار کر چل دی۔

معیز، معید وغیرہ کی باتوں اور قہقہوں کی آواز سن کر وہ دوبارہ کھول کر رہ گئی۔

"اگر آج میری مما یا ساس مرحومہ زندہ ہوتیں تو آج کے دن میرے ساتھ یوں نہ ہوتا۔ صغریٰ تک کی منگنی دھوم دھام سے ہوئی تھی۔"

اس نے — دل میں سوچا مگر معیز کے چہرے پر اڈنے والی مسکراہٹ اور مغیث کی کھنکھار اس کو کچھ نہ سمجھا سکی جب معید اور منیب کے ساتھ ایک دراز قد اجنبی کو بھی اندر آتے دیکھا تو وہ واقعی سٹپٹا گئی۔ بھنویں اچکا کر مغیث سے پوچھا بھی لیکن مغیث تو ابھی تک اس کی بات کے سحر میں ڈوبا دانتوں کی نمائش کر رہا تھا۔ کچھ کچھ اس کی چھٹی حس بھی اشارہ کر رہی تھی۔ کیونکہ معیز وغیرہ اتنی بے تکلفی سے کسی دوست کو اندر نہیں لاتے تھے۔

"چلو اب کھسکو یہاں سے۔" معید نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا تو وہ جلدی سے باہر نکلی۔ کچھ سمجھ میں نہ آیا تو کچن میں ہی گھس گئی۔

"تم نے تصویر کی فرمائش کی تھی ہم تمہارا پورا منگیتر ہی اٹھا لائے۔ کہو، پسند آیا؟" معیز بھی فوراً اس کے پیچھے چلا آیا۔

"میں نے تو غور سے دیکھا ہی نہیں۔ معید کے بچے نے فوراً تو بھگا دیا۔" اس نے افسوس بھرے لہجے میں کہا

"چلو یوں کرو، چائے وغیرہ بنا کر لے آؤ۔ ایک دفعہ اور دیکھ لو۔" معیز حد سے زیادہ لبرل تھا۔

"نہیں۔ اب دوبارہ کیسے جاؤں گی؟" اسے شرم نے آن گھیرا۔

"حلیہ دیکھا ہے تم نے اپنا۔" اندر آنے والا مغیث تھا۔

"کیوں، کیا ہوا میرے حلیے کو؟" اس نے ایک نظر اپنے سراپے پر ڈالی اور پھر واقعی شرمندہ ہوگئی۔ کاٹن کا ملگجا سا سوٹ، اس پر کسی اور سوٹ کا دوپٹہ، بالوں میں کنگھا بھی شاید صبح کا کیا ہوا تھا۔

"بالکل صغریٰ لگ رہی ہو۔ بے چارہ عون تو ابھی تک شاک کی کیفیت میں ہے۔" مغیث نے نہایت تاسف سے اسے دیکھ کر کہا۔

"توبہ ہے ماہا! کیا امپریشن پڑا ہے عون پر۔" معید کی ہی کمی تھی سو وہ بھی اسے دہلانے چلا آیا۔

"سینٹر ٹیبل پر کیلے کے چھ عدد چھلکے سجے ہوئے تھے۔" معید نے شاپر لا کر ڈسٹ بن میں ڈالا۔

"میں نے تو صرف دو کھائے تھے باقی صغری نے کھائے ہیں۔" اس نے منمنا کر کہا۔

"اب ہوگا کیا۔" وہ قدرے روہانسی ہو کر بولی۔

"خیر سنبھال لیں گے ہم، تم چائے وغیرہ کا انتظام کرو۔" مغیث مدبر بنا کہتا ہوا واپس چلا گیا۔ معید نے بھی اس کی پیروی کی۔ معیز البتہ سب باتوں سے الگ تھلگ فریج کھنگالنے میں مصروف تھا۔

"تم جلدی سے یہ کباب فرائی کرلو۔ ساتھ کیک رکھ دینا۔ زبردست سی چائے بنا لو اور ساتھ فروٹ ہو جائیں گے ٹھیک ہے نا؟" اس نے تائید چاہی "یا بتاؤ کچھ اور منگوانا ہے تو لے آتا ہوں۔" اسے سوچوں میں گم دیکھ کر معیز نے دوبارہ مخاطب کیا۔

"نہیں، نہیں بس کافی ہے۔" اس نے اسے اطمینان دلا کر اندر بھیجا۔ جبکہ ذہن مغیث اور معید کی باتوں میں ہی الجھا ہوا تھا۔ ٹرالی تیار کر کے سوچتی رہی کہ کیا کرنا

چاہیے پھر منیب آگیا تو اس نے شکر کا کلمہ پڑھا۔ بے شک عون کو دیکھنے کو دل تو بہت چاہ رہا تھا لیکن حلیے سے وہ واقعی صغریٰ لگ رہی تھی۔

معیز نے اپنا کہا سچ کر دکھایا تھا۔ دو دن بعد پوری ریل دھلوا کر البم اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"دیکھ لو۔ بتیس میں سے پوری اٹھائیس تصویریں تمہارے منگیتر صاحب کی ہیں۔"

"باقی چار؟" اس نے جانے کس دھیان میں پوچھ لیا لیکن معیز اور مغیث کا قہقہہ اسے شرمندہ کرنے کے لیے کافی تھا۔

"یار! اب چار تصویروں پر تو ہمارا بھی حق تھا نا۔" وہ شرارتی ہوا۔

"بکو مت، میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" وہ جھینپ گئی۔

"اچھا چلو دیکھ کر بتاؤ کیسی تصویریں آئی ہیں۔" مغیث نے کہا تو اس نے البم کھولا۔ پہلی ہی تصویر ہنستے ہوئے عون کا کلوزاپ تھی۔ دیکھ کر اسے بے ساختہ شرم آگئی۔

"کیا ہے، تم دونوں میرے سر پر ہی کھڑے رہو گے؟" البم بند کر کے اس نے انہیں گھورا۔

وہ دونوں ہنستے ہوئے باہر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد تسلی سے البم دیکھا۔ عون ہرگز بھی بھینگا نہ تھا۔ کافی ڈیشنگ پرسنالٹی تھی اس کی۔ بابا اور بھائیوں کی پسند پر اعتبار تو پہلے بھی تھا۔ اور اب ان کی پسند دل و جان سے پسند بھی آگئی تھی۔ لیکن دھڑکا لگا ہوا تھا۔ عون سے پہلی ہی ملاقات میں بہت غلط امپریشن پڑا تھا۔ پچھلے دو دنوں میں گھر میں یہ بات ڈسکس بھی تو بہت ہوئی تھی۔

"بہت ریزرو اور سوبر پرسنالٹی ہے عون کی اور ایسے ہی لوگوں کو پسند کرتا ہے اور تم نے تو پہلی ملاقات میں ہی بہت شاندار تاثر چھوڑا ہے۔" معید ڈرانے والوں میں پیش پیش ہوتا تھا اور وہ چپ ہوتا تو منیب کی زبان میں خارش ہونے لگتی۔

"عون بھائی! بہت نفاست پسند طبیعت کے مالک ہیں اور ان کی ڈریسنگ ہمیشہ لاجواب ہوتی ہے۔ بے چارے اس دن تمہیں دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے تھے کتنا گندا حلیہ ہو رہا تھا تمہارا۔"

"جی نہیں، اب اتنی بھی بری نہیں لگ رہی تھی میں۔" وہ ان کی بات سے اختلاف تو کرتی لیکن دل ہی دل میں پریشان بھی ہو جاتی تھی۔

"فرسٹ امپریشن از لاسٹ امپریشن۔" مغیث اسے پریشان دیکھ کر مزید ستاتا۔

اپنے دل میں وہ مصمم ارادہ کر چکی تھی کہ دوبارہ ایسی غلطی نہیں دوہرائے گی۔ ایک ہفتے بعد ہی اس کی تلافی کا موقع بھی مل گیا۔ بابا نے سکندر انکل اور عون کو ڈنر پر انوائٹ کیا تھا۔ اس دن نہ صرف کھانا زبردست تیار کیا تھا بلکہ اپنی تیاری پر بھی بھرپور توجہ دی تھی۔ لائٹ پرپل کاٹن کا خوبصورت سوٹ اس کی پچھلی سالگرہ پر منیب نے گفٹ کیا تھا۔ میک اپ تو کر نہیں سکتی تھی۔ بھائیوں اور بابا کے سامنے عجیب سا لگتا۔ ویسے میک اپ کی کوئی خاص ضرورت بھی نہ تھی یہ آئینے اور اس کا مشترکہ خیال تھا۔

بہت مشکلوں سے وقت کٹا۔ ساڑھے آٹھ بجے کے قریب بیل ہوئی۔ وہ کچن میں ہی تھی۔ دل ایک دم تیزی سے دھڑکنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد بابا نے پانی لانے کے لیے آواز دی تو وہ دل کو سنبھالتی کولڈ ڈرنک کی ٹرے لیے ڈرائنگ روم میں آگئی لیکن اندر کی صورتحال توقع کے بالکل برعکس تھی۔ صرف سکندر انکل براجمان تھے۔ عون صاحب ڈھونڈے سے بھی نہ ملے۔ انکل نے بہت شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور ڈھیر ساری دعائیں بھی دے ڈالیں۔

"بہت بھوک لگ رہی ہے بیٹا! تمہارے ہاتھ کا کھانا کھانے کے لیے ہم نے دوپہر کا کھانا بھی گول کر دیا تھا۔" انکل کے کہنے پر وہ بمشکل مسکرائی۔

"جی انکل! بس لگا رہی ہوں کھانا۔" وہ کہہ کر باہر آگئی۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ عون کیوں نہیں آیا۔ دل میں ایک دم ہی نامعلوم سے خدشات نے سر اٹھانا شروع کر دیا تھا۔

"لو جی، اتنا اہتمام کیا تم نے اور عون آیا بھی نہیں۔" یہ معیز تھا جو اس کی مدد کے خیال سے اس کے پیچھے چلا آیا تھا۔ اور اب شرارتی انداز میں اسے چھیڑنے لگا۔ وہ مسکرا بھی نہ سکی۔

"ویسے تم آج بہت پیاری لگ رہی ہو۔ عون کے نہ آنے کا مجھے بھی بہت افسوس ہے، بلیو می۔" وہ جھک کر شرارتی انداز میں بولا۔

"اچھا بکواس مت کرو۔ یہ چیزیں پہنچاؤ ٹیبل پر۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"کم آن یار۔ اپنا موڈ تو ٹھیک کرو۔ ایک عون کے نہ

آنے کا اتنا افسوس' انکل بتا رہے ہیں کہ آنے کے لیے بالکل تیار تھا' عین وقت پر آفس کی طرف سے کال آگئی۔ کسی ڈیلی گیشن کو ریسیو کرنا تھا۔ اور تم فکر کیوں کرتی ہو تمہاری محنت بالکل ضائع نہیں ہوگی کھانے والے ہم موجود ہیں۔ انکل ہیں۔" وہ اسے تسلی دینے لگا۔

"اچھا بابا ٹھیک ہے یہ چیزیں لے چلو اور انکل کو بھی بلا لو۔ میں جب تک ٹیبل سیٹ کرتی ہوں۔" اس نے قدرے مسکرا کر کہا تو معیز مطمئن ہو کر چلا گیا۔

معیز کو تو اس نے اطمینان دلا دیا تھا لیکن خود کو مطمئن کرنا اتنا آسان نہیں تھا۔ جانے کیوں یوں لگ رہا تھا جیسے انکل نے عون کے نہ آنے کی فرضی توجیہہ پیش کی ہے۔

ان ہی سوچوں میں ابھی اس نے کھانا سرو کیا تھا۔ انکل نے البتہ بہت تعریفیں کی تھیں اس کی بھی اور کھانے کی بھی۔ وقتی طور پر تو وہ بہل گئی۔ مگر رات کو بستر پر لیٹتے ہی سارے خدشات نئے سرے سے جھاگ اٹھے۔

"مجھے اس روز دیکھنے کے بعد کہیں عون نے انکل کی پسند کو ریجیکٹ تو نہیں کر دیا؟" کافی افسردگی سے بار بار کا پوچھا گیا سوال ایک بار پھر خود سے پوچھا۔

"دفع کرو' جو ہونا ہو گا ہو جائے گا۔ بلاوجہ پریشان ہونے کا فائدہ۔" وہ خود کو ڈپٹتے ہوئے سونے کی کوشش کرنے لگی۔

اور واقعی جو ہونا ہوتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ ایک ہفتے بعد کی ہی بات تھی۔ پچھلی رات زبردست آندھی اور بارش آئی۔ صبح اس نے کالج سے چھٹی کی' اور صغریٰ کے ساتھ مل کر سارے گھر کی تفصیلی صفائی کی۔ بابا اور ربانی بھائی تو گھر سے باہر تھے۔ مغیث البتہ سو رہا تھا۔

ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔ سب کاموں سے فراغت کے بعد وہ نہانے کا سوچ ہی رہی تھی کہ باہر سے بھٹے والے کی آواز سنائی دی۔ صغریٰ کو بھیج کر دو بھٹے منگوائے۔ ایک صغریٰ کو دے دیا۔ وہ دعائیں دیتی دوسرے گھروں کا کام کرنے چلی گئی اور وہ اپنا بھٹا لے کر اخبار کی سرخیاں سرسری طور پر دیکھنے لگی۔ اتنے میں باہر بیل ہوئی۔ منیب کہہ گیا تھا کہ وہ بارہ بجے تک انسٹیٹیوٹ سے واپس آجائے گا۔ وہ گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے دروازہ کھولنے کے لیے اٹھی۔ بھٹا ہاتھ میں ہی تھا۔ دروازہ کھول کر وہ ایک دم پیچھے ہٹی تھی۔ آنے والا منیب نہیں تھا اور جو تھا اسے دیکھ کر ہی اس کی سٹی گم ہو گئی تھی۔

"السلام علیکم۔" عون نے سلام میں پہل کی۔ وہ ہکا بکا کھڑی تھی۔ بھٹے والا ہاتھ البتہ تیزی سے پیچھے کر لیا تھا۔

"بابا تو گھر پر نہیں ہیں۔" آخر سنبھلتے ہوئے کہا۔

"مجھے مغیث سے ملنا ہے۔ اگر وہ ہو تو اسے انفارم کر دیں۔" وہ شائستگی سے بولا۔

"جی مغیث تو گھر پر ہے۔ آیئے۔" دھڑ دھڑ کرتے دل کو سنبھال کر اسے اندر آنے کے لیے راستہ دیا۔

"پتا نہیں مغیث سے کس سلسلے میں ملنا چاہ رہے ہیں یہ" ڈرائنگ روم کی طرف تیز تیز قدموں سے چلتی وہ ان ہی سوچوں میں گم تھی۔ بھٹے والا ہاتھ پیچھے تھا اور عون سکندر بھی۔

"مغیث سو رہا ہے۔ آپ بیٹھیے پلیز۔" نہایت پزل انداز میں اس نے اخلاق نبھانے کی کوشش کی۔ عون نے ایک تفصیلی نگاہ اس کے گھبرائے ہوئے چہرے پر ڈالی اور پھر صوفے پر براجمان ہو گیا۔

"مغیث کے بچے اب اٹھ بھی جاؤ۔" مغیث کے کمرے میں جا کر اس نے اسے جھنجھوڑا۔

"افوہ سونے دو یار!" مغیث نے کروٹ بدل لی۔

"پلیز بھائی۔ آج اٹھ جاؤ۔ وہ آئے ہوئے ہیں۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"کون آئے ہوئے ہیں؟" مغیث نے مندی مندی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

"عون۔" اس نے دھیمی آواز میں بتایا۔ مغیث حیرت انگیز طور پر فوراً اٹھ بیٹھا۔

"اوہو یار! کتنا بھلکڑ ہوں میں۔ عون نے رات بھی فون پر بتایا تھا۔" وہ تیزی سے بستر سے اترا۔

"کتنی دیر ہو گئی ہے۔ معیز بیٹھا ہے اس کے پاس؟۔" مغیث نے پاؤں میں سلیپر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔" اس نے مختصر جواب دیا۔

"معید تو ہو گا نا۔ میں ذرا نہا لوں تم جب تک میرے کپڑے نکال دو۔" وہ باتھ روم کی طرف جاتے ہوئے بولا۔

"کوئی نہیں ہے ان کے پاس۔ تم تو سو رہے تھے دروازہ میں نے ہی کھولا تھا۔" اس نے خفگی سے اسے جتایا۔ مغیث باتھ روم کے دروازے سے پلٹا۔ ایک نظر بیڈ پر بیٹھی ماہا کو دیکھا پھر الماری کھول کر ہینگر سے کپڑے نکالے اور دوبارہ باتھ روم کا رخ کیا۔

وہ چپ چاپ اس کے باہر نکلنے کا انتظار کرتی رہی۔ پانچ

منٹ بعد ہی وہ باہر آگیا۔ نہانے کا ارادہ ملتوی کر کے صرف ہاتھ منہ دھونے پر اکتفا کیا تھا۔

"ہم یونیورسٹی جا رہے ہیں۔ عون کے کسی دوست کے بھائی کا مائیگریشن کا مسئلہ ہے۔ بخاری صاحب سے ملنا ہے۔" اس نے اسے گم صم حالت میں بیٹھا دیکھ کر بتایا۔

"تو میں کیا کروں۔" وہ بے زاری اور خفگی سے گویا ہوئی۔

"کچھ نہیں کرو' بس منہ ہاتھ دھو لو۔ تم تو آج بھی صغریٰ لگ رہی ہو۔" مغیث نے اس کے ہاتھ سے بھٹا لے کر منہ مارا تھا۔ پھر اسے واپس تھماتے ہوئے تیزی سے باہر نکل گیا۔

دوستوں کے اصرار پر وہ عون کی تصویریں کالج لے گئی تھی۔ البم تقریباً" پوری کالج میں گھوما آخری پیریڈ میں اس کی بیسٹ فرینڈ عائشہ البم واپس لے کر اس کے پاس آئی۔

"لو جی' تمہارے عون صاحب تو بہت مشہور ہو گئے ہیں کالج میں۔ ہر جگہ ٹھنڈی آہیں بھر کر البم دیکھا گیا ہے۔" وہ اس کے قریب دھم سے بیٹھتے ہوئے بولی۔ عائشہ کے اسٹائل پر وہ بے ساختہ مسکرا دی۔

"ویسے عائشہ! صرف شکل و صورت اور ظاہری پرسنالٹی سے کیا ہوتا ہے۔" تھوڑے توقف کے بعد اس نے قدرے سنجیدگی سے کہا تو عائشہ نے گھور کر اسے دیکھا۔

"اسے کہتے ہیں کفران نعمت۔" اس نے اسے گھورا۔

"نہیں عائشہ! کبھی کبھی مجھے لگتا ہے جیسے عون میرے ساتھ اس رشتے پر خوش نہیں ہے۔" اس نے اپنے دل کا خدشہ عائشہ سے شیئر کر ہی لیا۔

"کیوں' یہ خیال تمہیں کیسے آیا؟۔" عائشہ نے آنکھیں پھاڑ کر استفسار کیا۔

"بس اس کے رویے سے لگتا ہے۔ بہت ریفائنڈ پرسنالٹی ہے عون کی' اور اب تک دو مرتبہ ہمارا آمنا سامنا ہو چکا ہے اور دونوں بار ہی انتہائی مضحکہ خیز صورت حال تھی۔ پھر ڈنر پر بھی صرف انکل ہی آئے۔ اس سے میرے خدشے کو مزید تقویت ملی۔" وہ ہاتھ مسلتے ہوئے دھیرے دھیرے بول رہی تھی۔

"ارے نہیں' وہم ہے تمہارا اور پھر یہ تصویریں دیکھو۔ کہیں سے بھی تو ناخوش نہیں لگ رہے۔ اتنے ہنستے

موٹاپے سے نجات

کہا جاتا ہے کہ ہر بیماری کی جڑ پیٹ کی خرابی ہے' موٹاپا اور پیٹ کا بڑھ جانا خواتین کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اسی طرح چہرے پر مہاسے کیل' چھائیاں بھی پیٹ کی خرابی سے ہوتی ہیں۔

خواتین کے ان تمام مسائل کا حل

نایاب جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ

جوہر ہاضم

- موٹاپا ختم
- بڑھا ہوا پیٹ اندر
- داغ دھبے اور کیل مہاسے غائب
- گیس، معدے کی گرانی کا خاتمہ
- قیمت صرف -/60 روپے

منگوانے کا پتہ

- خواجہ اسٹور کیمسٹ اینڈ ڈرگسٹ مرچنٹ۔ بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی۔ فون:۔ 5212257
- شاہد میڈیکو ہومیو اینڈ یونانی سپر مارکیٹ فضل بلڈنگ آرام باغ روڈ کراچی۔ فون:۔ 5849828
- خان یوتل اسٹور پاپڑ منڈی شاہ عالم گیٹ لاہور۔ 7665454
- عبدالواحد محمد شریف شائق شاپ نمبر 67 غزہ شارع عبداللہ فیصل مکہ مکرمہ۔ سعودی عربیہ۔ فون:۔ 5745243

مسکراتے سے تو ہیں عون بھائی۔" عائشہ نے اسے اطمینان دلایا۔

"ہاں، مگر یہ تو مجھے دیکھنے سے پہلے کی بات ہے نا۔" اس نے کہا۔

"بالکل یہ تمہیں دیکھنے سے پہلے کی بات ہے اور اگر تمہیں دیکھنے کے بعد تصویریں کھنچواتے تو بتیس کے بتیس دانت نظر آرہے ہوتے۔ اتنی خوبصورت، خوب سیرت، سمجھ دار منگیتر کہاں سے ملتی انہیں۔ کس چیز کی کمی ہے تم میں۔" عائشہ نے اس کے ہر خدشے کی پرزور طریقے سے تردید کی تھی۔

"واقعی کس چیز کی کمی ہے مجھ میں۔ میں خوامخواہ خود ترسی میں مبتلا ہو رہی ہوں۔" وہ دل ہی دل میں عائشہ سے متفق ہوئی۔

"اچھا یار! میں مس رعنا کے پاس جا رہی ہوں۔ انہوں نے بلایا تھا۔ ابھی پانچ منٹ میں آتی ہوں۔" عائشہ اپنی فائل اس کے پاس چھوڑ کر چلی گئی۔ وہ وہیں بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی۔

"ہیلو ماہا!" پیچھے سے آواز آئی تو اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔ وہ عروج تھی۔

"ہیلو۔" ماہا نے مسکرا کر جواب دیا۔

"اکیلی کیوں بیٹھی ہو۔ تمہاری فرینڈ کہاں ہے؟۔" عروج اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولی تو اس نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

آج سے پہلے ان دونوں میں کسی قسم کی بے تکلفی نہیں تھی۔ وہ بے شک اس کی کلاس فیلو تھی لیکن نوبت سلام دعا کی بھی نہ آئی تھی۔ اچھی خاصی ماڈرن اور نک چڑھی سی لڑکی تھی۔ کلاس میں اس کی کسی سے بھی کوئی خاص دوستی نہیں تھی۔

"ہاں وہ مس رعنا کے پاس گئی ہے۔" اس نے اپنی حیرت پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"اور سناؤ یار! کیسی ہو۔ سنا ہے تمہاری انگیجمنٹ ہو گئی ہے؟۔" اس نے اپنے شولڈر کٹ بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ٹھیک سنا ہے۔" ماہا نے مسکرا کر جواب دیا۔

"اچھا تصویریں تو دکھاؤ۔" وہ اصل مقصد پر آئی۔ ماہا نے چپ چاپ البم اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

"یہ ہیں تمہارے فیانسی؟" اس نے پہلی تصویر پر انگلی رکھ کر پوچھا۔

"اف توبہ، نہیں یار! یہ تو مغیث ہے، میرا بھائی۔" اس نے فوراً تصحیح کی تھی عروج قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ لیکن اگلی تصویر کو دیکھ کر اس کے قہقہے کو ایک دم بریک لگا۔

"تو یہ عون ہے۔" اس نے اتنی اونچی آواز میں کہا کہ ماہا گھبرا گئی۔ پاس سے گزرنے والی لڑکیوں نے بھی رک کر دیکھا تھا۔

"ہاں یہی تو ہیں۔" اس نے نہ سمجھنے والے انداز میں وضاحت دی۔

"او گاڈ! عون سے ہوئی ہے تمہاری منگنی۔ اور مجھے معلوم ہی نہیں۔" عروج نے ایک اور قہقہہ لگایا۔

"اسے کہتے ہیں دنیا گول ہے۔" اس نے اگلی تصویر پلٹتے ہوئے تبصرہ کیا۔

"تم کیسے جانتی ہو عون کو؟۔" ماہا نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"ارے یار، کزن ہے میرا۔ بلکہ کزن سے بھی بڑھ کر دوست۔ میری خالہ کا بیٹا ہے۔" عروج نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

"سکندر انکل نے منگنی پر کوئی فنکشن وغیرہ ارینج نہیں کیا۔ ورنہ تو یقیناً ہماری تمہاری ملاقات پہلے ہو جاتی۔ ابھی کل ہی تو عون آیا تھا۔ میں تو ناراض بھی ہو رہی تھی کہ ایسے چپ چاپ سادگی سے منگنی کرالی۔ کوئی فنکشن ہوتا، ہلا گلا ہوتا تو مزہ آتا۔" عروج تصویریں دیکھتے ہوئے بہت بے تکلفی سے اس سے مخاطب تھی۔

"اتنی اچھی تو ہے یہ اور میں آج تک اسے مغرور اور نک چڑھی سمجھتی رہی۔" ماہا نے دل ہی دل میں اس کے متعلق اپنی پہلی رائے پر نظر ثانی کی۔

"ویسے مجھے بہت زیادہ خوشی اور حیرت ہو رہی ہے میرے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ عون کی منگنی تم سے ہوئی ہے۔ اتنے دنوں سے اس کی منگیتر کے متعلق فرضی خاکے تراش رہی تھی۔ تم تو بہت کیوٹ سی ہو میری سوچ اور تصور کے بالکل برعکس۔"

عروج نے البم اس کے ہاتھ میں تھما کر کہا اور وہ اس کی باتوں اور الفاظ میں معانی ہی تلاش کرتے رہ گئی۔

"اینی وے اب تو ملاقات رہے گی۔ تم بھی چکر لگانا ہماری طرف۔ عون تو آتا رہتا ہے اسی کے ساتھ آجانا۔" عروج نے اسے دعوت دی تھی۔ وہ جواباً محض مسکرا دی۔

"اوکے اب چلوں گی تمہاری فرینڈ بھی آرہی ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے اٹھ گئی۔

"عجیب لڑکی ہے بھئی۔ ابھی فائن آرٹس ہال میں، میں نے تصویریں دکھائی تھیں اور اب تمہارے پاس بیٹھ کر گھور رہی تھی۔"

عائشہ نے قریب آکر حیرت کا اظہار کیا۔ اور وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔ عائشہ کی بات ٹھیک سے سنی ہی نہیں۔

"ماہا! کن سوچوں میں گم ہو یار، ابھی تو تمہاری منگنی کو بمشکل آٹھ دن بھی نہیں ہوئے ابھی سے یہ حال ہے۔" عائشہ نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہراتے ہوئے شرارت سے کہا تو وہ ایک دم چونکی پھر خفیف سی ہو کر مسکرا دی۔

✻ ✻ ✻

"ماہا کی شادی کے بعد ہم کتنے تنہا ہو جائیں گے بابا!" رات کا کھانا کھاتے ہوئے مغیث نے کہا اور وہ یہ بات پچھلے چار دن میں بلا مبالغہ دسویں بار کہہ رہا تھا۔ نو بار تو بابا نے اس بات کے جواب میں محض ہنکارا ہی بھرا تھا لیکن اب گھور کر اسے دیکھا۔

"دیکھو برخوردار! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم کوئی کل ماہا کی شادی کی ڈیٹ فکس کرنے نہیں جا رہے ہیں اور دوسری بات کہ تم گھر پر نکتے ہی کب ہو جو ماہا کی موجودگی یا غیر موجودگی سے تمہیں کوئی فرق پڑے گا۔"

مغیث کھسیانا ہو کر چپ ہو گیا اور پھر کھانے کے اختتام تک خاموش ہی رہا۔

"میں کمرے میں ہوں، نمیب یار! چائے بنا لانا۔" بابا کرسی کھسکاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں بنا لاتی ہوں۔" ماہا نے فوراً کہا۔ اپنی موجودگی میں بھائیوں سے کام کروا .... اسے کبھی اچھا نہ لگا تھا۔

"مت بگاڑو ان کی عادتیں، بعد میں مشکل ہو جائے گی۔" بابا کہہ کر چلے گئے۔

"یار! یہ ہمارے بابا بھی کتنے عجیب ہیں۔" ان کے جانے کے بعد مغیث نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"کیوں، کیا مطلب ہے تمہارا؟" ماہا سمیت باقی تینوں نے بھی اسے آنکھیں دکھائیں۔

"دیکھو نا یار! دنیا کے باپوں کو شوق ہوتا ہے پوتے کھلانے کا۔ بہو لانے کا، اور ایک بابا ہیں ہر قسم کے شوق سے عاری۔"

"اوہ تو یہ بات ہے۔" ماہا نے معنی خیز انداز میں کہا۔

"اچھا چلو تم لوگ بتاؤ تمہیں بھابھی لانے کا کوئی ارمان نہیں؟" اس نے جملہ حاضرین سے دریافت کیا۔

"قطعاً" نہیں۔" سب سے پہلے معیز بولا۔

"اور مجھے تو دنیا میں سب سے برا رشتہ ہی بھابھی کا لگتا ہے۔" نمیب نے بھی فوراً" کہا۔

"کیوں؟ مغیث نے اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیونکہ آتے کے ساتھ ہی بھابھی صاحبہ قبضہ جماتی ہیں بھائی جان پر۔ پھر گھر بھر کو اپنی سلطنت سمجھنے لگتی ہیں اور سب سے زیادہ تو بے چارے دیور ہی ان کے عتاب کا نشانہ بنتے ہیں۔" نمیب نے تفصیلی تجزیہ پیش کیا تھا۔

"بالکل سو فیصد درست بات کی ہے نمیب نے۔" معید نے شاید زندگی میں پہلی بار نمیب کی کسی بات کی تائید کی تھی۔

"ہر بات میں ٹانگ اڑانا، ادھر کی بات ادھر لگانا، افراد خانہ کو آپس میں لڑوانا، بھابھیوں کے فیورٹ مشغلے ہوتے ہیں۔" معید نے تائیدی بیان جاری کیا۔

"نہیں یار! وہ ایسی نہیں ہے۔" مغیث کافی بے چارگی سے بولا۔

"اوہ تو" وہ ایسی نہیں ہے۔" وہ چاروں کورس میں بولے۔

"کون کیسی نہیں ہے؟۔" بابا ایک دم نجانے کہاں سے آگئے تھے۔ مغیث کے چہرے پر تو ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"وہ بابا! صغریٰ کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ معید کہہ رہا تھا کہ صغریٰ کی عادت لگائی بجھائی کی ہے اور میں کہہ رہا ہوں کہ وہ ایسی نہیں ہے۔" مغیث نے بدقت تمام بات سنبھالی۔ بابا نے حسب عادت گھورا پھر میز سے عینک اٹھا کر چلے گئے۔

"اوہ، تو صغریٰ نام ہے ان کا نہیں یار! کافی پرانا نام ہے ہمیں پسند نہیں آیا۔" معید نے فوراً" رد کرتے ہوئے کہا۔

"لو، اتنی دیر سے صغریٰ کی بات ہو رہی تھی اور میں نہ جانے کیا سمجھا۔" نمیب نے بھی افسوس سے سر ہلایا۔

"پلیز صغریٰ کو انوالو نہ کریں۔ ماشاء اللہ آٹھ بچے ہیں

اس کے اور اللہ گڈو کے ابا کو سلامت رکھے۔ بہت محبت ہے دونوں میاں بیوی میں۔" ماہا نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

"اور چلو فرض کرو گڈو کے ابا اور صغریٰ میں کسی نہ کسی طرح ناچاقی کروا بھی دیں تو پھر بھی یار سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا۔ آٹھ بچوں کی فوج ظفر موج کی پرورش کوئی آسان کام تو نہیں۔ تیرا تو دیوالیہ نکل جائے گا۔" معیز نے بھی بہت خلوص سے اسے سمجھایا۔ مغیث نے دانت کچکچاتے ہوئے سب کو گھورا۔

"کتنے بے مروت بہن بھائی ہو تم۔" وہ خفگی کے انداز میں اٹھ گیا۔

"افوہ تم تو واقعی ناراض ہو گئے۔ مغیث! چلو بیٹھو۔ میں مناسب موقع دیکھ کر بابا سے بات کروں گی۔" ماہا نے اسے ہاتھ پکڑ کر روکا

"اسے کہتے ہیں بہن کی محبت۔" مغیث نے خوش ہو کر باقی سب کو جتایا اور دوبارہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"لیکن میرا مشورہ اب بھی یہی ہے کہ بابا تک بات پہنچانے سے پہلے ایک بار صغریٰ کی مرضی بھی معلوم کر لو۔"

ماہا کی زبان میں دوبارہ خارش ہوئی۔ اس بار مغیث نے واک آؤٹ کرنے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں کی۔ معیز، نیب اور معید کے قہقہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

☼ ☼ ☼

مغیث واقعی ناراض ہو گیا تھا۔ اگلا پورا دن اس نے اس موضوع پر کوئی بات نہ کی۔ باقی بھائیوں کو تو اس کی خاموشی سے مطلق فرق نہ پڑا تھا، ماہا البتہ بے چین ہو گئی تھی۔ رات کو سب کام سمیٹنے کے بعد اس نے چائے بنائی اور ٹرے میں دو مگ سجا کر مغیث کے کمرے کا رخ کیا۔ مغیث اور نیب ایک کمرہ شیئر کرتے تھے۔ نیب تو لحاف سر تک تانے مزے سے سو رہا تھا۔ مغیث کمپیوٹر پر کچھ کام کر رہا تھا۔ خفا خفا سا۔

"یہ لیں جناب گرما گرم چائے۔" اس نے ٹرے میز پر رکھی ساتھ ہی کرسی گھسیٹ کر خود بھی بیٹھ گئی۔

"اچھا اب یہ کمپیوٹر چھوڑو اور مجھے تفصیل سے بتانا شروع کرو۔ سب سے پہلے تو یہ بتاؤ کہ ہماری ہونے والی بھابی کا نام کیا ہے؟۔" اس نے دوستانہ انداز میں پوچھا۔

"کم از کم صغریٰ نہیں ہے۔" مغیث جل کر بولا کہ اس سے ہنسی روکنا مشکل ہو گیا۔

"صغریٰ نہیں ہے تو پھر کیا ہے چلو کسوٹی کھیل کر بوجھتے ہیں۔ کیا ان کا نام 'ج' سے شروع ہوتا ہے۔" ماہا نے ہوا میں تیر چھوڑا تھا۔

"تمہیں کیسے پتا چلا؟" مغیث نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"نیب نے بتایا ہے نا؟۔" اس نے مشکوک نظروں سے نیب کو گھورا۔

"نہیں، نیب نے تو نہیں بتایا لیکن مجھے افسوس ہے کہ تم نے مجھ سے پہلے نیب کو بتا دیا۔" ماہا نے شکوہ کیا۔

"نہیں یار! بتایا کہاں تھا اگلوایا تھا اس نے۔" مغیث نے فوراً" وضاحت کی۔

"اچھا چلو اب الف سے ے تک ساری کہانی سناؤ۔" اس نے چائے کا مگ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"باقی کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ جویریہ نام ہے، میرے ساتھ یونیورسٹی میں پڑھتی تھی۔" مغیث نے مسکراتے لبوں کے ساتھ تفصیل بتانا شروع کی۔

"ایوریج سی اسٹوڈنٹ تھی۔ شکل و صورت کی بھی کوئی حسین مہ جبیں نہیں ہے۔ متوسط گھرانے سے تعلق ہے۔ اچھی خاصی نک چڑھی ہے۔ دو سالوں میں تین یا چار بار بات کرنے کا موقع ملا ہے۔ لفٹ بالکل نہیں کراتی اور ان تمام باتوں کے باوجود مجھے اچھی لگتی ہے۔" مغیث نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتائی۔

"کیا کہنے آپ کے۔" ماہا کو اس کے تفصیل بتانے پر ہنسی آ گئی۔

"بہت مشکلوں سے اس کے گھر کا پتا لگایا ہے اس سے بھی زیادہ مشکل سے اس کے چھوٹے بھائی سے دوستی کی ہے اور اب سب سے مشکل کام بابا کی رضامندی لینا ہے۔" مغیث نے ٹھنڈی سانس بھر کر مشکل بیان کی۔

"اسے معلوم ہے کہ تم نے اس کے چھوٹے بھائی سے دوستی کی ہے؟۔" ماہا نے کریدا۔

"نہیں یار! اور فی الحال اسے پتا لگنا بھی نہیں چاہیے۔ خاصی خطرناک لڑکی ہے۔ بھائی البتہ اس کا بہت [illegible] سا ہے۔ فراز کی کرکٹ اکیڈمی جوائن کر رکھی ہے۔ وہیں دوستی کی ہے اس سے۔" مغیث نے اپنے دوست کا نام لیتے ہوئے بتایا۔

"او کے برادر! کرتے ہیں کچھ۔ ویسے میرا نہیں خیال کہ بابا آسانی سے مان جائیں گے۔" اس نے اپنے خدشے سے آگاہ کیا۔

"نہیں مجھے یقین ہے کہ بابا مان جائیں گے۔" مغیث پر یقین لہجے میں کہتے ہوئے مسکرا دیا۔

"امید پر دنیا قائم ہے۔" لحاف کے اندر سے نیب گنگنایا۔ مغیث نے جھٹکے سے اس کا لحاف کھینچا تو ماہا کے زوردار قہقہے نے اسے کھسیانا کر دیا۔

☼ ☼ ☼

صبح فجر کی نماز پڑھ کر وہ حسب معمول کچن میں چلی آئی۔ ناشتے کی تیاری کے ساتھ وہ کچن کے کتنے ہی کام سمیٹ لیتی۔ عموماً" دوپہر کے کھانے کے لیے بھی کچھ نہ کچھ تیاری اسی وقت کر لیتی تھی۔ باقی کے سارے کام البتہ صغریٰ کے ذمے تھے اب بھی وہ فریزر کھولے گوشت کا پیکٹ نکالنے کا سوچ رہی تھی کہ اتنے میں بابا آ گئے۔

"چائے مل سکتی ہے بیٹا؟۔" انہوں نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں نہیں بابا!" وہ خوش دلی سے مسکرا دی۔

"آج آپ واک کرنے نہیں گئے؟۔" چائے کا پانی چڑھاتے ہوئے اس نے دریافت کیا۔

"نہیں آج مجھے تم سے ضروری بات کرنا ہے۔" بابا کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے بولے۔

"مجھ سے؟۔ کیا بات ہے بابا؟۔" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"مغیث کسی لڑکی میں انٹرسٹڈ ہے؟" انہوں نے پوچھا تو اس نے گھبرا کر ان کی شکل دیکھی مگر ان کے چہرے پر پھیلنے والی مدہم سی مسکراہٹ نے اسے حوصلہ دیا۔ اس نے گردن اثبات میں ہلا دی۔

"کون ہے، کہاں رہتی ہے کیا کرتی ہے؟۔" بابا نے اوپر تلے کئی سوال کر ڈالے۔ وہ آہستہ آہستہ ساری تفصیل بتانے لگی۔

"ہوں تو گویا یک طرفہ عشق ہے۔" بابا ساری بات سن کر محظوظ ہوئے۔

"بابا! میرا خیال ہے کہ ہمیں جویریہ کے گھر جانا چاہیے۔" بابا کے موڈ سے ہمت پا کر اس نے رائے دی۔ [illegible] مسکرا دیے۔

"ہاں چلیں گے بیٹا! لیکن ان معاملوں میں بہت کچھ سوچنا پڑتا ہے۔ پہلے تم جا کر دیکھو، اگر تم او کے کرو گی تو پھر آگے دیکھیں گے۔" بابا نے محبت سے اسے دیکھا۔

"ٹھیک ہے تو پھر میں آج شام کو ہی جاؤں گی۔ مغیث نے جویریہ کے چھوٹے بھائی سے دوستی کر لی ہے۔ وہ بتا رہا تھا کہ اس کی امی کی آنکھ کا آپریشن ہوا ہے۔ ہم خیریت پوچھنے کے بہانے چلے جائیں گے۔" اس نے فوراً" سے پیشتر پروگرام سیٹ کر لیا۔

"اگر تمہاری ماما زندہ ہوتیں تو یہ ساری سوچیں اور فکریں ان ہی کے ذمے ہوتیں۔"

وہ یک دم افسردہ ہو گئے تھے۔ ماہا بھی ایک لمحے کو چپ ہو گئی۔ یہ ایک ایسی محرومی تھی جو اس گھر میں بسنے والے ہر شخص کو اکیلے میں آنکھیں بھگونے پر مجبور کرتی تھی ایک دوسرے کے سامنے سب بالکل مطمئن رہتے تھے۔ خوش باش اور بے فکر۔

"احمق لڑکا! سمجھتا ہے کہ مجھے اس کی شادی کا شوق ہی نہیں۔" بابا افسردگی سے مسکرا دیے۔

"اب میں اسے کیا بتاؤں کہ جب رات کی تنہائی میں نیند بھی روٹھی ہوئی ہو تو پھر دل کرتا ہے کہ ایک ننھا سا وجود آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر جھانکے پھر جلدی سے میرے لحاف میں گھس کر کہے۔ دادا کہانی سنائیں۔ اور میں اسے اپنے ساتھ لپٹا کر ڈھیر ساری باتیں کروں۔" آج بابا جانے کس خیال میں اپنے احساسات اسے بتا رہے تھے۔

"کتنے تنہا ہو گئے ہیں بابا۔" اس کے دل میں ان کی حالت دیکھ کر ہوک سی اٹھی تھی۔ بے اختیار ہی اس نے بابا کا ہاتھ چوم لیا۔ وہ ایک دم چونکے پھر مسکرا دیے۔

"اب تو میری بیٹی بھی جانے والی ہے۔" انہوں نے پیار سے اس کا سر تھپتھپایا۔

"بابا!" اس نے روہانسی ہو کر انہیں دیکھا اور اسی وقت مغیث نے اندر جھانک لیا۔ بابا کو دیکھنے کے ساتھ ہی جیب سے ٹوپی نکال کر سر پر جمائی گویا یہ جتانا مقصود تھا کہ آج اس نے فجر کی نماز پڑھی ہے۔

"کیا ہوا؟" بابا اور ماہا کی نم آنکھوں کو دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا۔

"کچھ نہیں، ہم باپ بیٹی کی آپس کی بات ہے۔" بابا نے شگفتہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا جی!" وہ ہنستے ہوئے واپس مڑ گیا۔

"سنو صاحبزادے!" بابا نے اسے روکا۔

"آج شام کو گھر پر رہنا۔ ماہا تمہارے ساتھ جویریہ کے گھر جائے گی۔"

"جی؟" وہ بوکھلا کر مڑا۔

"جی۔" بابا مسکرائے۔

"ٹھیک ہے جی۔" وہ جھینپ کر ہنس پڑا۔

☆ ☆ ☆

"مغیث! کوئی گڑبڑ نہ کروا دینا۔ تمہیں یاد ہے نا؟ یہی گھر ہے؟" سفید گیٹ کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے مغیث کو مخاطب کیا۔

"یہی ہے بابا! تم پریشان کیوں ہو رہی ہو۔" مغیث نے دوبارہ بیل دی تھی۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ کھل گیا۔

"ارے مغیث بھائی! آپ؟" آنے والا یقیناً اسامہ تھا جویریہ کا چھوٹا بھائی جو مغیث کو یوں اچانک دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔

"کیسے ہو یار؟" مغیث نے اس سے ہاتھ ملایا۔

"یہ میری بہن ہے۔ ہم یہاں سے گزر رہے تھے تو سوچا آنٹی کی خیریت بھی پوچھتے جائیں۔" مغیث نے اسکرپٹ کے مطابق مکالمے کا آغاز کیا۔

"السلام علیکم۔" اسامہ نے کچھ جھینپتے ہوئے اسے سلام کیا۔ ماہا نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔ بڑی بڑی آنکھوں والا اسامہ اسے واقعی اچھا لگا تھا۔

"میرا خیال ہے ماہا! تم آنٹی سے مل لو۔ میں تھوڑی دیر میں تمہیں لینے آجاؤں گا۔" مغیث نے بائیک اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔

"آیئے۔" اسامہ اسے اپنے ساتھ اندر لے گیا۔ وہ چپ چاپ اس کے پیچھے چلتی رہی نسبتاً "پرانے اسٹائل کا بنا ہوا گھر بہت صاف ستھرا اور اپنے اندر عجیب سی مانوسیت لیے ہوئے تھا۔ وہ گردوپیش کا جائزہ لیتی اسامہ کے پیچھے ہی ایک کمرے میں داخل ہو گئی۔ دروازے کے سامنے بیڈ پر ایک شفیق سی خاتون تکیے کے سہارے بیٹھی تھیں پاس ہی ایک کیوٹ سی لڑکی کتابیں پھیلائے پڑھ رہی تھی۔ ایک اور لڑکی جو اسامہ کی ہی ہم عمر لگ رہی تھی ' الماری کا پٹ کھولے کچھ نکال رہی تھی۔ سب لوگوں نے حیرت سے اسے اسامہ کے ساتھ آتے دیکھا۔

"السلام علیکم!" سب کی حیرت سے محظوظ ہوتے ہوئے اس نے سلام کیا تھا۔

"یہ میرے دوست کی بہن ہیں امی! آپ کا حال پوچھنے آئی ہیں۔" اسامہ نے فوراً تعارف کروایا۔

"اچھا اچھا' آؤ بیٹا!" انہوں نے بیڈ پر جگہ بناتے ہوئے کہا۔ اسامہ واپس مڑ گیا تھا۔ وہ چپ چاپ ان کے پاس بیٹھ گئی۔ سامنے کھڑی لڑکی بھی الماری بند کر کے بیڈ پر چڑھ کر بیٹھ گئی اور اشتیاق سے اسے دیکھنے لگی۔

"اسامہ کے دوست کی بہن ہو؟" آنٹی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جی۔" اس نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں اپنی سہیلی کے گھر آئی تھی۔ قریب ہی گھر ہے اس کا۔ واپسی پر بھائی کہنے لگا کہ آپ کی خیریت بھی معلوم کرتے چلیں ______" اس نے گویا صفائی دینے کی کوشش کی۔

"کس کی بہن ہو طلحہ کی؟" انہوں نے اندازہ لگانا چاہا۔

"نہیں' میرے بھائی کا نام تو مغیث ہے۔ اسامہ کی کرکٹ اکیڈمی میں ہی جان پہچان ہوئی ہے۔" اس نے بتایا۔

"ہاں جب سے کرکٹ کھیلنے لگا ہے تب ہی نئے دوست بنائے ہیں۔ ورنہ پہلے تو بہت شرمیلا سا تھا۔ اکلوتا ہے نا۔" انہوں نے بتایا تو اس نے دوبارہ مسکرانے پر ہی اکتفا کیا۔

"نام کیا ہے آپ کا؟" آنٹی کے چپ ہونے پر اس بڑی بڑی آنکھوں والی لڑکی نے اشتیاق سے پوچھا۔

"ماہا اور تمہارا؟" اس نے بے تکلفی سے پوچھا۔

"میں حمنہ ہوں اور یہ طوبیٰ۔" اس نے اپنے ساتھ بہن کا بھی تعارف کروایا اور ماہا نے بہت مشکلوں سے جویریہ کے متعلق پوچھنے سے خود کو روکا۔

"پڑھتی ہو بیٹا؟" آنٹی نے دوبارہ پوچھا۔ وہ محتاط طریقے سے ان کے سوالوں کے جواب دیتی رہی۔ حمنہ اور طوبیٰ بھی وقفے وقفے سے گفتگو میں حصہ لیتی رہیں۔ دس پندرہ منٹ میں ہی خاصی بے تکلفی کی فضا قائم ہو گئی تھی۔ جس میں ماہا کی کوششوں کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی سادہ اور پرخلوص طبیعت کا بھی ہاتھ تھا۔

"اچھا تو پھر آپ دو ہی بہنیں ہیں۔" اس نے حمنہ سے دوستانہ انداز میں پوچھا۔

"نہیں، جبیہ آپی بھی ہیں۔ جاؤ طوبیٰ! آپی کو بھی بلا لاؤ۔" حمنہ نے طوبیٰ کو بھیجا تو اس نے سکون کا سانس لیا۔ طوبیٰ دو منٹ بعد ہی آ گئی تھی۔

"آپی نماز پڑھ رہی تھیں۔ آ رہی ہیں۔"

اس نے حمنہ کو بتایا اور چند لمحوں کے بعد وہ بھی آ گئی جس کو دیکھنے کے لیے ماہا کو ایک منٹ کا انتظار بھی کٹھن لگ رہا تھا۔ کھلتی ہوئی شفاف گندمی رنگت، بڑی بڑی روشن آنکھیں، ڈھیلی ڈھالی چٹیا، کاٹن کے لیمن کلر کے سادہ سے سوٹ میں بھی وہ اتنی پرکشش لگ رہی تھی کہ ماہا کو نظریں ہٹانا مشکل ہو گیا۔ دل نے پہلی ہی نظر میں مغیث کی پسند کو اوکے کر دیا تھا۔

"یہ جبیہ آپی ہیں۔" حمنہ نے تعارف کروایا۔

"بہت شوق تھا آپ سے ملنے کا۔" وفور جذبات میں جملہ معترضہ زبان سے پھسل گیا۔ جویریہ نے حیران ہو کر اسے دیکھا تو اسے غلطی کا احساس ہوا۔

"میرا مطلب ہے کہ طوبیٰ اور حمنہ کو دیکھنے کے بعد آپ کو دیکھنے کا بھی دل کر رہا تھا۔" اس نے بات سنبھالنا چاہی۔ جویریہ مسکرا دی۔ عجیب پروقار سی خوبصورتی تھی اس کی۔ ملیح چہرہ اور دلنشیں مسکراہٹ۔

"مجھے تو تمہاری شکل بھی کچھ دیکھی دیکھی لگ رہی ہے۔" جویریہ بے تکلفی سے بولی۔

"ہاں ہم سب بہن بھائیوں کی شکل آپس میں ملتی ہے خصوصاً" میری اور....."

بات ادھوری چھوڑ کر اس نے زبان دانتوں تلے دبائی وہ تو شکر ہوا کہ آنٹی نے اس دوران کوئی اور بات چھیڑ دی تو وہ فوراً" ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"جاؤ حمنہ! چائے تو بنا لاؤ۔" جویریہ نے حمنہ کو مخاطب کیا۔ حمنہ فوراً" اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نہیں نہیں حمنہ! بیٹھو پلیز۔ بھائی آنے ہی والا ہو گا۔" اس نے حمنہ کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"کوئی بات نہیں بھائی بھی پی لے گا۔" آنٹی نے کہا تو اس نے مشکلوں سے ہنسی ضبط کی۔ آنٹی کے ذہن میں اسامہ کا دوست "اسامہ جتنا ہی آ رہا ہو گا۔ صرف چند لمحوں بعد اس غلط فہمی کا خاتمہ ہونا تھا۔ اور چند لمحے ہی اس کے لیے غنیمت تھے۔ ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے سب ضروری معلومات حاصل کرنا تھیں اور اپنے اس مقصد میں وہ کامیاب بھی رہی۔ نہایت چالاکی سے اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے مقصد کی ساری معلومات حاصل کر لی تھیں اور جس وقت جویریہ نے اسے اپنا فون نمبر لکھ کر دیا تب ہی اسامہ دوبارہ آ گیا۔

"وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔" اس نے جھجکتے ہوئے ماہا کو مخاطب کیا۔

"اپنے دوست کو یہیں بلا لو بیٹا! چائے نہیں پلاؤ گے۔" آنٹی نے کہا۔

"لیکن امی!" اسامہ ہچکچایا اور اس کی ہچکچاہٹ کے پس منظر سے صرف وہ ہی واقف تھی جب ہی فوراً" کھڑی ہو گئی۔

"ارے کچھ نہیں، بیٹھو تم، جاؤ اسامہ! بلا لاؤ اپنے دوست کو۔" جویریہ نے بھی کہا تو وہ چپ چاپ چلا گیا۔ ماہا سے ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو رہی تھی۔ دو منٹ بعد ہی اسامہ مغیث سمیت اندر چلا آیا تھا۔

"السلام علیکم۔" مغیث نے نہایت تمیز سے جملہ حاضرین کو سلام کیا۔ اسامہ کے دوست کا "سائز" دیکھ کر آنٹی تو صرف حیران ہوئی تھیں اور اسامہ کے دوست کو پہچان کر جویریہ ہکا بکا رہ گئی تھی۔

"آؤ بیٹا! بیٹھو۔" آنٹی نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"نہیں جی بس چلیں گے۔ دیر ہو رہی ہے۔" مغیث اپنے بائیں جانب کھڑی کامنی سی لڑکی کے خوف ناک تیوروں سے گھبرا گیا۔

ماہا نے بہت پیار سے اپنے لمبے، چوڑے خوبرو بھائی کو دیکھا پھر ذرا فاصلے پر کھڑی برہم سی جویریہ کو۔ دونوں ہی بہت اچھے لگ رہے تھے۔ دل ہی دل میں مغیث کے انتخاب کو سراہتے ہوئے وہ واپسی کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

☼ ☼ ☼

"تم یہاں بیٹھی ہو ماہا! اور میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں۔" وہ فزکس لیب کے سامنے والے برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھی عائشہ کا انتظار کر رہی تھی جب عروج چلی آئی۔

"کیوں خیریت؟۔" اس نے مسکرا کر پوچھا۔

"یہ لو نوٹس۔ تم سے پچھلے ہفتے مانگے تھے نا۔ روز لانا بھول جاتی تھی اور تم نے بھی تو یاد نہیں دلایا۔" اس نے نوٹس اس کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ یہ رکھ لو تم۔ میں نے عائشہ کے نوٹس لے کر فوٹو کاپی کروا لیے ہیں۔" اس نے مسکراتے ہوئے نوٹس اسے واپس تھما دیے۔

"اوہ تھینک یو۔ تھینک یو سو مچ یار۔" عروج نے اپنے مخصوص اسٹائل میں اس کا گال چوم لیا اور شکر ہے کہ وہاں عائشہ موجود نہیں تھی۔ وہ ابھی تک عروج کے متعلق اپنی پہلی رائے پر قائم تھی۔ لیکن ماہا کی پچھلے چند دنوں میں اس سے اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔ وہ اسے کافی پرخلوص اور دوستانہ مزاج کی لڑکی لگی تھی اور یہی بات اگر عائشہ سے کہتی تو وہ چڑ جاتی۔

"تم تو تعریفیں کرو گی ہی۔ تمہاری سسرالی رشتہ دار جو ٹھہری۔" عائشہ جل کر کہتی تو وہ کھل کر مسکرا دیتی۔

"تمہاری فرینڈ نظر نہیں آ رہی؟۔" عروج نے اسے مخاطب کیا اور یہ اتفاق ہی ہوتا تھا کہ وہ اکثر عائشہ کی غیر موجودگی میں اسے ملتی تھی۔

"ہاں، میں بھی اسی کا انتظار کر رہی ہوں۔" اس نے کہا۔

"موسم آج کافی گرم ہے، ہے نا ماہا!" وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولی۔

"یار! جیسے ہی گرمیاں شروع ہوتی ہیں۔ میں اپنی اسکن کیئر کے لیے ہلکان ہو جاتی ہوں۔ کبھی یہ مساج کبھی وہ ماسک۔ قسم سے مسئلہ ہو جاتا ہے۔" عروج نے کہا تو وہ مسکرا دی۔

"تمہاری اسکن بہت فریش ہے کیا استعمال کرتی ہو؟"

"کچھ خاص نہیں۔" ماہا نے سادگی سے بتایا۔

"ارے نہیں، میں مان ہی نہیں سکتی۔ کتنی شفاف جلد ہے تمہاری۔ میری تو دلی خواہش ہے کہ کاش کسی طرح میری بھی تمہاری طرح ہو سکتی۔" عروج نے اسے کھلے دل سے سراہا۔

"ویسے یار! تم تو اتنی پیاری اور کیوٹ ہو، میرے سارے اندازے اور تصورات غلط ثابت ہو گئے۔ ورنہ میرے ذہن نے تو عون کی ممکنہ منگیتر کے بارے میں کیسے کیسے خاکے تراش لیے تھے۔" وہ سر جھٹک کر ہنسی۔

"کیوں، کیا خاکہ بنایا تھا تم نے میرے متعلق؟۔" اس نے لہجے کو سرسری بنا کر پوچھا۔

"میں نے کیا خاکہ بنانا تھا بھئی۔ وہ تو جو عون نے بتا دیا میں نے یقین کر لیا۔ بہت جھوٹا شخص ہے بھئی۔ اب تو میں اس کی کسی بات کا اعتبار نہ کروں وہ تو..." وہ بہت مگن انداز میں بات کرتے کرتے رکی۔

"کیا ہوا ماہا؟" اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی عروج چونکی۔

"آئی ایم سوری، آئی ایم رئیلی ویری سوری! تم شاید میری بات سے پریشان ہو گئی ہو۔" اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"مما صحیح کہتی ہیں کہ تمہاری زبان کے آگے تو خندق ہے۔ میں واقعی بے سوچے سمجھے بولتی ہوں۔ آئی ایم سوری ماہا!" وہ بہت شرمندہ ہو رہی تھی۔

"تم پریشان مت ہو، وہ تو عون کی عادت ہے۔ اس کی طبیعت اور مزاج عام لوگوں سے بہت مختلف ہے۔ بہت مشکل سے اس کی فریکوئنسی کسی سے میچ کرتی ہے۔ شاید باہر گزارے گئے اتنے سالوں کا اثر ہے کہ اب اسے کوئی اپنے معیار کا لگتا ہی نہیں۔"

"تو میرے سارے شبہے درست ثابت ہوئے۔" اس نے اپنے آنسو اندر اتارتے ہوئے سوچا۔

"لیکن تمہیں فکر کرنے کی بالکل ضرورت نہیں۔ عون کو اس رشتے سے جتنا مرضی اختلاف ہو وہ کچھ کر نہیں سکتا۔ وہ انکل سے ڈرتا بھی بہت ہے اور ان سے محبت بھی بہت کرتا ہے۔ جب اس نے انکل کی بات مانتے ہوئے یہ تعلق جوڑا ہے تو وہ نبھائے گا بھی۔" عروج نے اسے خلوص دل سے سمجھایا تھا۔ وہ ستے ہوئے چہرے کے ساتھ اس کی باتیں سنتی رہی۔

"اُفوہ ماہا! بالکل فکر نہ کرو۔ دیکھو جہاں تک انکل کا تعلق ہے تو ان کی زبان پر آج کل صرف ایک ہی نام رہتا ہے۔ وہ نام ہے ماہا رحمن کا۔ انکل کے ہوتے ہوئے تمہیں کسی قسم کا خدشہ پالنے کی ضرورت نہیں۔" اس نے اس کا ہاتھ تھپتھپا کر اسے ریلیکس کرنا چاہا۔

"اچھا دیکھو، وہ تمہاری فرینڈ آ رہی ہے۔ اس موضوع پر پھر کبھی بات کریں گے۔ تم تو پاگل ہو بالکل، ایک دم سے اتنی فکر مند ہو گئیں۔ میں عون کی بھی برین واشنگ کروں گی۔ تم فی الحال تو سنبھالو اپنے آپ کو۔"

عروج نے کہا تو اس نے بہت مشکل سے خود کو نارمل کیا۔ عائشہ قریب آ گئی تھی۔ عروج اس سے ہاتھ ملا کر چلی گئی۔

"کیا ہوا ماہا! تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟۔" عائشہ کی

"نہیں، جیہ آپی بھی ہیں۔ جاؤ طوبیٰ! آپی کو بھی بلا لاؤ۔" حمنہ نے طوبیٰ کو بھیجا تو اس نے سکون کا سانس لیا۔ طوبیٰ دو منٹ بعد ہی آگئی تھی۔

"آپی نماز پڑھ رہی تھیں۔ آرہی ہیں۔"

اس نے حمنہ کو بتایا اور چند لمحوں کے بعد وہ بھی آگئی جس کو دیکھنے کے لیے ماہا کو ایک منٹ کا انتظار بھی کٹھن لگ رہا تھا۔ کھلتی ہوئی شفاف گندمی رنگت، بڑی بڑی روشن آنکھیں، ڈھیلی ڈھالی چٹیا، کاٹن کے لیمن کلر کے سادہ سے سوٹ میں بھی وہ اتنی پرکشش لگ رہی تھی کہ ماہا کو نظریں ہٹانا مشکل ہوگیا۔ دل نے پہلی ہی نظر میں مغیث کی پسند کو اوکے کردیا تھا۔

"یہ جیہ آپی ہیں۔" حمنہ نے تعارف کروایا۔

"بہت شوق تھا آپ سے ملنے کا۔" وفور جذبات میں جملہ معترضہ زبان سے پھسل گیا۔ جویریہ نے حیران ہوکر اسے دیکھا تو اسے غلطی کا احساس ہوا۔

"میرا مطلب ہے کہ طوبیٰ اور حمنہ کو دیکھنے کے بعد آپ کو دیکھنے کا بھی دل کررہا تھا۔" اس نے بات سنبھالنا چاہی۔ جویریہ مسکرادی۔ عجیب پروقار سی خوبصورتی تھی اس کی۔ ملیح چہرہ اور دلنشیں مسکراہٹ۔

"مجھے تو تمہاری شکل بھی کچھ دیکھی دیکھی لگ رہی ہے۔" جویریہ بے تکلفی سے بولی۔

"ہاں ہم سب بہن بھائیوں کی شکل آپس میں ملتی ہے خصوصاً" میری اور....."

بات ادھوری چھوڑ کر اس نے زبان دانتوں تلے دبائی وہ تو شکر ہوا کہ آنٹی نے اس دوران کوئی اور بات چھیڑ دی تو وہ فوراً" ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"جاؤ حمنہ! چائے تو بنالاؤ۔" جویریہ نے حمنہ کو مخاطب کیا۔ حمنہ فوراً" اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نہیں نہیں حمنہ! بیٹھو پلیز۔ بھائی آنے ہی والا ہوگا۔" اس نے حمنہ کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"کوئی بات نہیں بھائی بھی پی لے گا۔" آنٹی نے کہا تو اس نے مشکلوں سے ہنسی ضبط کی۔ آنٹی کے ذہن میں اسامہ کا دوست، اسامہ جتنا ہی آرہا ہوگا۔ صرف چند لمحوں بعد اس غلط فہمی کا خاتمہ ہونا تھا۔ اور چند لمحے ہی اس کے لیے غنیمت تھے۔ ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے سب ضروری معلومات حاصل کرنا تھیں اور اپنے اس مقصد میں وہ کامیاب بھی رہی۔ نہایت چالاکی سے اس نے باتوں ہی باتوں میں اپنے مقصد کی ساری معلومات حاصل کرلی تھیں اور جس وقت جویریہ نے اسے اپنا فون نمبر لکھ کر دیا تب ہی اسامہ دوبارہ آگیا۔

"وہ آپ کو بلارہے ہیں۔" اس نے جھجکتے ہوئے ماہا کو مخاطب کیا۔

"اپنے دوست کو یہیں بلالو بیٹا! چائے نہیں پلاؤ گے" آنٹی نے کہا۔

"لیکن امی!" اسامہ ہچکچایا اور اس کی ہچکچاہٹ کے پس منظر سے صرف وہ ہی واقف تھی جب ہی فوراً" کھڑی ہوگئی۔

"ارے کچھ نہیں، بیٹھو تم، جاؤ اسامہ! بلا لاؤ اپنے دوست کو۔" جویریہ نے بھی کہا تو وہ چپ چاپ چلا گیا۔ اس سے ہنسی ضبط کرنا مشکل ہورہی تھی۔ دو منٹ بعد ہی اسامہ مغیث سمیت اندر چلا آیا تھا۔

"السلام علیکم۔" مغیث نے نہایت تمیز سے جملہ حاضرین کو سلام کیا۔ اسامہ کے دوست کا "سائز" دیکھ کر آنٹی تو صرف حیران ہوئی تھیں اور اسامہ کے دوست کو پہچان کر جویریہ ہکابکا رہ گئی تھی۔

"آؤ بیٹا! بیٹھو۔" آنٹی نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"نہیں جی بس چلیں گے۔ دیر ہورہی ہے۔" مغیث اپنے بائیں جانب کھڑی کامنی سی لڑکی کے خوف ناک تیوروں سے گھبرا گیا۔

ماہا نے بہت پیار سے اپنے لمبے، چوڑے خوبرو بھائی کو دیکھا پھر ذرا فاصلے پر کھڑی برہم سی جویریہ کو۔ دونوں ہی بہت اچھے لگ رہے تھے۔ دل ہی دل میں مغیث کے انتخاب کو سراہتے ہوئے وہ واپسی کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔

✲ ✲ ✲

"تم یہاں بیٹھی ہو ماہا! اور میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں۔" وہ فزکس لیب کے سامنے والے برآمدے کی سیڑھیوں پر بیٹھی عائشہ کا انتظار کررہی تھی جب عروج چلی آئی۔

"کیوں خیریت؟" اس نے مسکرا کر پوچھا۔

"یہ لو نوٹس۔ تم سے پچھلے ہفتے مانگے تھے نا۔ روز لانا بھول جاتی تھی اور تم نے بھی تو یاد نہیں دلایا۔" اس نے نوٹس اس کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ یہ رکھ لو تم۔ میں نے عائشہ کے لے کر فوٹو کاپی کروالیے ہیں۔" اس نے مسکراتے نوٹس اسے واپس تھمادیے۔

"اوہ تھینک یو۔ تھینک یو سو مچ یار۔" عروج نے مخصوص اسٹائل میں اس کا گال چوم لیا اور شکر ہے وہاں عائشہ موجود نہیں تھی۔ وہ ابھی تک عروج کے متعلق اپنی پہلی رائے پر قائم تھی۔ لیکن ماہا کی پچھلے چند دنوں میں اس سے اچھی خاصی دوستی ہوچکی تھی۔ وہ اسے خلوص اور دوستانہ مزاج کی لڑکی لگی تھی اور یہی بات عائشہ سے کہتی تو وہ چڑ جاتی۔

"تم تو تعریفیں کروگی ہی۔ تمہاری سسرالی رشتہ دار جو ہیں۔" عائشہ جل کر کہتی تو وہ کھل کر مسکرادیتی۔

"تمہاری فرینڈ نظر نہیں آرہی؟" عروج نے اسے مخاطب کیا اور یہ اتفاق ہی ہوتا تھا کہ وہ اکثر عائشہ کی غیر موجودگی میں اسے ملتی تھی۔

"ہاں، میں بھی اسی کا انتظار کررہی ہوں۔" اس نے ...

"موسم آج کافی گرم ہے، ہے نا ماہا!" وہ اس کے قریب ہوتے ہوئے بولی۔

"یار! جیسے ہی گرمیاں شروع ہوتی ہیں۔ میں اپنی اسکن کے لیے ہلکان ہوجاتی ہوں۔ کبھی یہ مساج کبھی وہ ... قسم سے مسئلہ ہوجاتا ہے۔" عروج نے کہا تو وہ مسکرادی۔

"تمہاری اسکن بہت فریش ہے کیا استعمال کرتی ہو؟"

"کچھ خاص نہیں۔" ماہا نے سادگی سے بتایا۔

"ارے نہیں، میں مان ہی نہیں سکتی۔ کتنی شفاف جلد ہے تمہاری۔ میری تو دلی خواہش ہے کہ کاش کسی طرح میں بھی تمہاری طرح ہوسکتی۔" عروج نے اسے کھلے دل سے سراہا۔

"ویسے یار! تم تو اتنی پیاری اور کیوٹ ہو، میرے سارے اندازے اور تصورات غلط ثابت ہوگئے۔ ورنہ میرے ذہن نے تو عون کی ممکنہ منگیتر کے بارے میں کیسے کیسے خاکے تراش لیے تھے۔" وہ سر جھٹک کر ہنسی۔

"کیوں، کیا خاکہ بنایا تھا تم نے میرے متعلق؟" اس نے لہجے کو سرسری بنا کر پوچھا۔

"میں نے کیا خاکہ بنانا تھا بھئی۔ وہ تو جو عون نے بتادیا میں نے یقین کرلیا۔ بہت جھوٹا شخص ہے بھئی۔ اب تو میں اس کی کسی بات کا اعتبار نہ کروں وہ تو..." وہ بہت مگن انداز میں بات کرتے کرتے رکی۔

"کیا ہوا ماہا؟" اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی عروج چونکی۔

"آئی ایم سوری، آئی ایم رئیلی ویری سوری اتم شاید میری بات سے پریشان ہوگئی ہو۔" اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"مما صحیح کہتی ہیں کہ تمہاری زبان کے آگے تو خندق ہے۔ میں واقعی بے سوچے سمجھے بولتی ہوں۔ آئی ایم سوری ماہا!" وہ بہت شرمندہ ہورہی تھی۔

"تم پریشان مت ہو، وہ تو عون کی عادت ہے۔ اس کی طبیعت اور مزاج عام لوگوں سے بہت مختلف ہے۔ بہت مشکل سے اس کی فریکوئنسی کسی سے میچ کرتی ہے۔ شاید باہر گزارے گئے اتنے سالوں کا اثر ہے کہ اب اسے کوئی اپنے معیار کا لگتا ہی نہیں۔"

"تو میرے سارے شبہے درست ثابت ہوئے۔" اس نے اپنے آنسو اندر اتارتے ہوئے سوچا۔

"لیکن تمہیں فکر کرنے کی بالکل ضرورت نہیں۔ عون کو اس رشتے سے جتنا مرضی اختلاف ہو وہ کچھ کر نہیں سکتا۔ وہ انکل سے ڈرتا بھی بہت ہے اور ان سے محبت بھی بہت کرتا ہے۔ جب اس نے انکل کی بات مانتے ہوئے یہ تعلق جوڑا ہے تو وہ نبھائے گا بھی۔" عروج نے اسے خلوص دل سے سمجھایا تھا۔ وہ ستے ہوئے چہرے کے ساتھ اس کی باتیں سنتی رہی۔

"اُفوہ ماہا! بالکل فکر نہ کرو۔ دیکھو جہاں تک انکل کا تعلق ہے تو ان کی زبان پر آج کل صرف ایک ہی نام رہتا ہے۔ وہ نام ہے ماہا رحمٰن کا۔ انکل کے ہوتے ہوئے تمہیں کسی قسم کا خدشہ پالنے کی ضرورت نہیں۔" اس نے اس کا ہاتھ تھپتھپا کر اسے ریلیکس کرنا چاہا۔

"اچھا دیکھو، وہ تمہاری فرینڈ آرہی ہے۔ اس موضوع پر پھر کبھی بات کریں گے۔ تم تو پاگل ہو بالکل، ایک دم سے اتنی فکرمند ہوگئیں۔ میں عون کی بھی برین واشنگ کروں گی۔ تم فی الحال تو سنبھالو اپنے آپ کو۔"

عروج نے کہا تو اس نے بہت مشکل سے خود کو نارمل کیا۔ عائشہ قریب آگئی تھی۔ عروج اس سے ہاتھ ملا کر چلی گئی۔

"کیا ہوا ماہا! تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟" عائشہ کی

نظروں سے اس کی حالت چھپ نہ سکی تھی۔
"نہیں، شاید بی پی لو ہو رہا ہے۔" اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے کہا۔ بہت سے آنسو بند آنکھوں سے باہر نکلنے کو بے تاب ہو رہے تھے۔
"ضرور صبح ناشتہ نہیں کیا ہو گا۔ تم بیٹھو یہاں، میں ابھی کینٹین سے کچھ لاتی ہوں۔"
عائشہ فکر مندی سے کہتے ہوئے چلی گئی۔ اس نے آنکھیں کھول کر عائشہ کو جاتے دیکھا۔ اس وقت ایک ہمدرد کی شدت سے کمی محسوس ہو رہی تھی۔ عائشہ کے خلوص پر اسے کوئی شبہ تو نہ تھا لیکن اپنی انا اسے ہر چیز سے بڑھ کر پیاری تھی۔ بہت دن پہلے اسی جگہ بیٹھ کر اس نے عائشہ سے ایک وہم ڈسکس کیا تھا آج وہ وہم حقیقت کا روپ دھارے سامنے آگیا تھا۔ وہم شیئر کرنے میں کوئی مضائقہ نہ تھا مگر حقیقت بتانا شاید اس کے لیے ممکن نہ تھا۔

☆ ☆ ☆

"کاش مما، آپ زندہ ہوتیں۔ آپ کو کیا پتا کہ آج میں کتنی تنہا ہوں۔ میں اپنی فیلنگز کس کے ساتھ شیئر کروں، کس کے کندھے پر سر رکھ کر روؤں، کس کو بتاؤں کہ میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔"
وہ کتنی ہی دیر سے اپنے کمرے میں بند گھٹنوں میں منہ دیے روئے جا رہی تھی۔ کالج سے واپسی پر بہت جتن کر کے اس نے اپنے تاثرات چھپائے تھے۔ سب کے ساتھ کھانا وغیرہ کھا کر اب وہ اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی اور مسلسل روئے جا رہی تھی۔ عروج کی باتیں کسی ہتھوڑے کی طرح دماغ پر برس رہی تھیں۔
ایک ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزارنا، جس کے لیے آپ کا وجود ناپسندیدہ ہو کس قدر تکلیف دہ احساس ہے۔
"میں کیا کروں، مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اگر عون میرے ساتھ پر راضی نہیں ہے تو ٹھیک ہے میں بابا سے کہہ دیتی ہوں کہ وہ انکل سے انکار کر دیں۔ میں کسی ان چاہی ہستی کی طرح اس کی زندگی میں شامل نہیں ہونا چاہتی۔ اگر اس میں اتنی جرات نہیں ہے کہ انکل کو اپنی مرضی سے آگاہ کر سکے تو یہ کام میں خود کروں گی۔"
بہت دیر تک رونے کے بعد اس نے آخر خود ہی اپنے آنسو پونچھے اور پھر پختہ ارادہ کرتے ہوئے خود کو اور اپنی ٹوٹی بکھرتی انا کو تسلی دی تھی۔

☆ ☆ ☆

"وہ بابا! مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔" بابا کو دودھ کا گلاس تھما کر اس نے جھجکتے ہوئے بات شروع کی۔
"ہاں معلوم ہے مجھے کہ تمہیں کیا کہنا ہے۔" بابا کتاب بند کرتے ہوئے مسکرائے اور دودھ کا گلاس سائڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اس نے حیرانی سے انہیں دیکھا۔
"بھئی مغیث اور جویریہ کی بات کرنا چاہ رہی ہو نا تم۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ مزید دیر نہیں کرنی چاہیے۔ کل فون کر کے ان کے گھر والوں کو آگاہ کر دینا۔ کل شام باقاعدہ بات کرنے چلیں گے۔" بابا نے کہا تو وہ چپ چپ رہ گئی۔
"دیکھو نا، جب لڑکی مغیث کو پسند ہے، تمہیں پسند آگئی تو بس ٹھیک ہے۔ باقی کے معاملات بھی جلد از جلد طے ہو جانے چاہئیں۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کتنے خوش لگ رہے ہیں بابا۔ کیا اس موقع پر مجھے بات چھیڑنا چاہیے؟" اس نے خود سے سوال کیا تھا۔ "نہیں، ابھی تھوڑا سا انتظار۔ مغیث کا معاملہ طے ہو جائے پھر۔" اس نے اپنے لبوں پر آئی بات بہت مشکل سے روکی اور پھر اگلے پندرہ منٹ تک اس نے خوش دلی سے بابا کے ساتھ جویریہ کے گھر جانے کا معاملہ ڈسکس کیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"مجھے جویریہ کے گھر والوں سے اس حماقت کی توقع نہیں تھی۔" معیز ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے بے دم سا ہو کر صوفے پر گرا تھا۔ ابھی ابھی وہ، ماہا اور بابا، جویریہ کے گھر سے واپس آئے تھے۔ مغیث بے چینی سے تفصیلات جاننے کا منتظر تھا۔ بابا تو آنے کے ساتھ ہی نماز پڑھنے چلے گئے تھے۔ باقی رہ گئے تھے ماہا اور معیز دونوں ہی بہت دل گرفتہ اور ملول دکھائی دیتے تھے۔
"کیوں، کیا ہوا؟" مغیث نے بے صبری سے پوچھا۔
"ہونا کیا ہے، اچھی لڑکی تھی۔ مجھے تو بہت اچھی لگی ہے نا ماہا! کتنی سوبر سی تھی۔ لیکن کیا کیا جا سکتا ہے۔ مرضی ان کی۔" اس نے اداسی سے کہا۔
"اس کا مطلب ہے انکار ہو گیا۔" مغیث پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے بولا۔ چہرے پر بکھرے سارے رنگ ماند پڑ گئے۔

ماہا نے ایک نظر اسے اور پھر معیز کو دیکھا اس نے کچھ کہنے کو لب کھولنا چاہا کہ معیز نے فوراً "تنبیہی نظروں سے اسے گھورا۔
"ہائے ایوری باڈی، کہو کیا رزلٹ رہا؟" آنے والا معید تھا پر سب لوگوں کے لٹکے منہ دیکھ کر یکدم خاموش ہو گیا۔
"انہیں سوچنے کا وقت تو لینا چاہیے تھا۔" معیز نے جھلتے ہوئے خود کلامی کی۔
"ہاں، لیکن ہم کیا کر سکتے ہیں جب انہیں خود ہی اپنی بیٹی کے مستقبل سے دلچسپی نہیں۔" ماہا نے بھی لب کشائی کی۔
"میں تو اس وقت سے سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہا ہوں کہ کہاں جویریہ جیسی ڈیسنٹ لڑکی اور کہاں یہ چغد، کیسے گزارا ہو گا ان کا۔" معیز نے ٹھنڈی آہ بھری۔
"مطلب؟" مغیث کو پہلے تو سمجھ میں ہی نہ آیا پھر جب ان کے چہروں پر امڈنے والی مسکراہٹ دیکھی تو دانت کچکچاتے ہوئے گھورا۔
"مطلب یہ کہ تقریباً" راضی ہو گئے ہیں وہ، میں نے اشاروں کنایوں میں تیری عادتوں کے متعلق بتانے کی بہت کوشش کی، لیکن انہیں اس سے کوئی سروکار ہی نہ تھا۔ ویسے بھی جویریہ کے ابو اور بابا کی بہت پرانی جان پہچان نکل آئی۔ بس اس کے بعد تو معاملہ سیٹ ہی ہو تا گیا۔"
"تو یہ سب شرافت سے پہلے نہیں پھوٹ سکتا تھا۔" اس بڑی خوش خبری سننے کے بعد مغیث نے معیز پر پل پڑنے کا ارادہ موقوف کر دیا تھا۔
"شرافت سے پھوٹ دیتا تو تیرا یہ ٹیکنی کلر چہرہ تو دیکھنے کو نہ ملتا۔"
معیز ہنستے ہوئے اس سے گلے ملا تھا۔ معید نے ٹیبل بجانا شروع کر دیا اور ماہا، نیب کو یہ خوش خبری سنانے چل دی۔

☆ ☆ ☆

"کیا بات ہے آج بہت خوش نظر آ رہی ہو؟" مس رابعہ کے کلاس روم سے جانے کے بعد عروج اس کے پاس آئی تھی۔ وہ اپنے ہی خیالوں میں گم ہاتھوں پر چہرہ ٹکائے بیٹھی تھی۔ عروج کے پاس آنے پر ایک دم چونک گئی۔
"میں تمہیں کب سے دیکھ رہی ہوں۔ مس رابعہ کے لیکچر کے دوران بھی تمہارا دھیان کہیں اور ہی تھا۔" عروج اس کے برابر بیٹھتے ہوئے بولی تو وہ مسکرا دی۔
"ہاں، آج میں واقعی خوش ہوں۔" اس نے اعتراف کیا۔
"اچھا ہمیں بھی تو پتا چلے اس خوشی کی وجہ۔" عروج نے سرسری سے لہجے میں دریافت کیا۔
"پتا ہے کل ہم جویریہ کے گھر گئے تھے۔" اس نے بتایا۔
"اچھا وہی جویریہ، جس کا تم اس دن بھی ذکر کر رہی تھیں۔ تمہارا بھائی انٹرسٹڈ ہے جس میں؟" عروج نے پوچھا۔
"ہاں پہلے صرف مغیث ہی انٹرسٹڈ تھا لیکن اب ہمارا پورا گھر انٹرسٹڈ ہے۔" اس نے ہنستے ہوئے کہا تو عروج بھی مسکرا دی۔
"سچی عروج! وہ اتنی اچھی ہے نا کہ میں تمہیں بتا نہیں سکتی۔ کل ان لوگوں نے ہمیں کھانے پر انوائٹ کیا تھا۔ سب لوگوں کو ہی وہ بہت پسند آئی۔ اس کے گھر والوں نے رضامندی تو دے دی ہے۔ اللہ کرے اب باقی کے معاملات بھی جلدی سے نمٹ جائیں۔ مجھ سے تو انتظار ہی نہیں ہو رہا۔" اس کے لہجے میں شوق گھلا ہوا تھا۔
"ظاہر ہے بھئی تمہیں تو انتظار ہو گا ہی، بھائی کی شادی کے ساتھ ہی تم بھی تو پیا دیس سدھارو گی۔" عروج نے شوخی سے چھیڑا تو وہ چپ ہو گئی۔ اس موضوع سے وہ جتنا اجتناب برتنا چاہتی تھی، عروج موقع پا کر ہر بار اسی طرح کی باتیں کرتی تھی۔
"افوہ ماہا! جب بھی شادی کا ذکر آتا ہے تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بجنے لگتے ہیں۔ ریلیکس یار! اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تمہیں اعتماد نہیں ہے خود پر، ذرا شادی ہو لینے دو۔ دو دنوں میں سیدھے ہو جائیں گے محترم!" عروج نے اس کے ہاتھ تھپتھپا کر گویا تسلی دی۔ وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دی۔
"اچھا یہ بتاؤ، عون کا کوئی چکر لگا تمہاری طرف؟" اس نے دوستانہ انداز میں پوچھا۔
"نہیں، بہت دن ہو گئے، ہاں انکل آئے تھے پرسوں۔" اس نے دھیمے لہجے میں بتایا۔
"بہت ڈھیٹ شخص ہے بھئی۔" عروج بڑبڑائی۔ ماہا نے

سوالیہ نگاہیں اس پر گاڑ دیں۔

"تین چار دن پہلے آیا تھا ہماری طرف۔ کوئی ڈیڑھ گھنٹہ تک مغز ماری کی میں نے اس کے ساتھ' اتنی تعریفیں کیں تمہاری۔ میرا تو خیال تھا کہ بات کچھ اس کی عقل میں آ گئی ہے لیکن....." اس نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"تم نے انہیں میری اور اپنی دوستی کے متعلق بتا دیا؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں یار! دوستی کے متعلق تو نہیں بتایا' بس یہی بتایا کہ تم میری کلاس فیلو ہو' دوستی کا بتا دیتی تو وہ محتاط ہو جاتا اور جو اتنی بے تکلفی سے ساری باتیں مجھ سے شیئر کر لیتا ہے' کبھی نہ کرتا۔ کیوں ٹھیک کیا نا میں نے؟" اس نے گم صم بیٹھی ماہا سے تائید چاہی' اس نے بغیر سوچے سمجھے گردن ہلا دی۔

"ویسے یار! ایک بات کہوں برا تو نہیں مانو گی؟" اس نے پوچھا۔

"کہو۔" ماہا متوجہ ہوئی۔

"میرے خیال میں اس رشتے کے متعلق عون کی جو ناپسندیدگی ہے' اس میں بڑا ہاتھ تمہارا بھی ہے۔" اس نے کسی قدر صاف گوئی سے کہا۔

"کیا مطلب؟" ماہا نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"دیکھو ماہا! عون جس طرح کی لڑکی چاہتا ہے تم اپنے آپ کو اس سانچے میں ڈھال کیوں نہیں لیتیں۔" اس نے اسے راہ دکھائی۔

"مثلاً" "کیسی لڑکی چاہتے ہیں عون سکندر صاحب؟" وہ اس بار اپنا لہجہ طنزیہ ہونے سے نہ روک سکی۔

"تم برا مان گئیں لیکن یہ بھی تو دیکھو کہ عون نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ امریکہ میں گزارا ہے۔ اب اس کی یہ خواہش بالکل فطری ہے کہ اس کی بیوی ماڈرن ہو' زمانے کے مطابق چلنا جانتی ہو' اب وہ دور نہیں رہا ماہا! جب منگیتروں کو دروازے کے پیچھے سے جھانک کر دیکھا جاتا تھا۔ اب ضروری ہے کہ شادی سے پہلے دونوں فریق انڈر اسٹینڈنگ ڈویلپ کریں۔ ساتھ گھومیں پھریں' اکٹھے لنچ کریں' ڈنر کریں' لانگ ڈرائیو پر جائیں اور اگر ایک دوسرے کی کوئی بات ناپسند ہے تو کم از کم آمنے سامنے بیٹھ کر ڈسکس کریں۔" اس نے ایک لمبا لیکچر دیا۔ ماہا چپ چاپ سنتی رہی۔

"اگر وہ تم سے بات کرنے میں پہل نہیں کرتا تو تم پیش قدمی کرو' اور کچھ نہیں تو کم از کم یہ تو کر سکتی ہو کہ Miss You کا کارڈ بھیج دیا' کبھی چھوٹا موٹا گفٹ..." وہ بہت خلوص سے اسے سمجھانا چاہ رہی تھی۔

"زندگی کا بیشتر حصہ عون نے امریکہ میں گزارا ہے عروج! میں نے نہیں۔" اس نے اس کی لمبی تقریر کا ایک جملے میں جواب دیا تھا۔ یہ اور بات کہ یہ جملہ کہتے ہوئے اسے عروج کی سلیولیس شرٹ سے نگاہیں چرانا پڑی تھیں۔

"اُفوہ تم دونوں جانے کس مٹی کے بنے ہو۔ ایک اس انتہا پر کھڑا ہے دوسرا اس انتہا پر اور میں احمق ہوں جو دونوں کے درمیان پل بننے چلی ہوں۔" وہ ناراض ہوئی۔

"ویسے کہہ تو تم ٹھیک ہی رہی ہو اگر تمہیں یہ یقین ہو کہ عون تمہیں پسند کرتا ہے تو تم خود بخود ہی اس کی پسند میں ڈھلنے کی کوشش کرتیں۔ اب تو یہ کام واقعی مشکل ہے۔" عروج نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے تسلیم کیا۔

"ویسے وہ تمہاری ہونے والی بھابی بہت لکی ہے۔ احساس ہی کتنا خوش کن ہوتا ہے کہ کوئی آپ کو چاہتا ہے۔ آپ کو پسند کرتا ہے۔"

عروج پتا نہیں اسے کیا باور کرانا چاہ رہی تھی' لیکن وہ اس قابل ہی کہاں تھی کہ اس کی کوئی بات جھٹلا سکے۔

"عون! تم نے میری ذات کو بہت ارزاں کر دیا ہے۔" بہت مشکلوں سے اس نے اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے دل میں اس سے شکوہ کیا تھا۔

☼ ☼ ☼

اپنی دلی کیفیات چھپا کر' اپنے دکھوں کی پردہ داری کرتے ہوئے چہرے پر "سب ٹھیک ہے" کا بورڈ لگانا مشکل تو ہے پر ناممکن نہیں۔ اور ویسے بھی جب آپ کے ارد گرد سارے اپنے بہت خوش ہوں تو اپنا غم چھپانے کی ہمت اور سلیقہ خود بخود آ جاتا ہے۔

گھر کی فضاؤں میں بہت عرصے بعد شادمانی طاری تھی۔ مغیث جو خوش تھا سو تھا مگر باقی سب گھر والوں کی خوشیوں کا بھی کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ معیز' معید اور منیب اسے ہونے والی دلہن کے حوالے سے خوب ہی چھیڑا کرتے۔ بابا کا موڈ بھی خاصا خوشگوار تھا۔ وہ ان کی آپس کی فقرے بازیوں سے محظوظ ہوتے تھے۔ اس وقت بھی دوپہر کے کھانے کے بعد سونے کے بجائے سب لاؤنج میں موجود تھے۔ چائے بنانے کی باری منیب کی تھی اور وہ اسی بات پر جھلایا ہوا تھا۔

"ایک تو میری یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ چائے بنانے کی باری ہر دوسرے دن میری ہی کیوں آ جاتی ہے۔" اس نے جھنجلا کر کہا۔

"ہاں یار! سمجھ میں میرے بھی نہیں آتا تو یوں کر' جلدی سے چائے بنا لا پھر اس بات پر مل کر غور کریں گے۔" معید نے اس کے کندھے پر تھپکی دے کر اسے اٹھانا چاہا۔

"جی نہیں۔ میں نہیں بناتا چائے وائے۔ جس نے پینا ہے خود بنا لے۔" اس کا اٹھنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔

"اچھا چل چھوڑ یار! نہیں بنواتے تجھ سے چائے۔ لائے تو آج ہمیں صغریٰ صاحبہ پلائیں گی۔" صغریٰ کو کمرے میں آتا دیکھ کر معیز نے فرمائش کی۔

"نہ جی۔ میں اتنی محنت کر کے چائے بناؤں اور پھر سے کہتے ہیں یہ چائے ہے یا جوشاندہ۔" صغریٰ نے قطعی انکار کر دیا۔

"نہیں کہیں گے آپا صغریٰ! تم جوشاندہ ہی پلا دو۔" معیز نے منت کی۔

"جوشاندہ تو جی مجھے بنانا ہی نہیں آتا۔" صغریٰ نے اس کی نمائش کرتے ہوئے جواب دیا۔ یہ اور بات ہے اس مذاق کو صرف اسی کو انجوائے کیا تھا۔

"یہ ماہا کہاں ہے؟" یک دم معیز کو خیال آیا۔

"بحث شروع ہونے سے پہلے تو یہیں تھی۔" معید نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔

"یہ لیجئے خواتین و حضرات' گرما گرم چائے۔" اسی لمحے ماہا مسکراتی چائے کی بڑی سی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔

"دیکھ لے آئی نا وہ چائے۔ تجھے شرم نہیں آتی۔ اتنی دیر سے بحث میں لگا ہوا تھا۔ کالج سے تھکی ہاری آتی ہے اور پھر کام میں لگ جاتی ہے۔" معید نے منیب کو شرمندہ کرنا چاہا اور وہ بے چارہ ہو بھی گیا۔

"اچھا جی چھوڑیں' اپنے مغیث صاحب کی دلہن آنے پر ان چھوٹے موٹے کاموں کا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہو گا۔" صغریٰ قالین پر پھسکڑا مار کر بیٹھ گئی تھی اور کمال بے تکلفی سے چائے کا ایک کپ اٹھا لیا۔

"ویسے میں پہلے بتا دوں مغیث صاحب! آپ کی شادی پر میں پورے پانچ جوڑے بناؤں گی وہ بھی اچھے اور بڑھیا۔" صغریٰ نے چائے کی گھونٹ بھرتے ہوئے فرمائش نوٹ کروائی۔

"پورے پانچ جوڑے' کچھ تو خدا کا خوف کرو صغریٰ۔" معیز نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"تم کیوں فکر کرتی ہو صغریٰ بی بی! مغیث صاحب بنوا دیں گے آپ کو اور اس کے بعد تھوڑے بہت پیسے بچ گئے تو اپنی دلہن کو رونمائی میں دینے کے لیے کوئی ہلکی سی انگوٹھی بھی خرید لیں گے۔" معیز نے اسے دوبارہ چھیڑا۔

"اچھا بھئی چھوڑو اس بحث کو مجھے یہ بتاؤ پرسوں ڈنر کے لیے کیا مینیو ترتیب دیا جائے۔" ماہا نے مسکراتے ہوئے موضوع تبدیل کرنا چاہا۔ پرسوں بابا نے جویریہ کی پوری فیملی کو ڈنر پر انوائٹ کیا تھا۔

"ارے ہاں یاد آیا' سکندر انکل اور عون کو بھی تو ڈنر پر انوائٹ کرنا تھا۔ بابا نے کر دیا فون؟" مغیث کو اچانک یاد آیا۔

"کوئی ضروری تو نہیں ہے انہیں بھی بلانا۔" ماہا نے دبی زبان میں کہنا چاہا۔ "ارے واہ' کیوں ضروری نہیں ہے' تمہیں کھانا زیادہ بنانا پڑے گا نا تو اس کی فکر کیوں کرتی ہو۔ اپنا منیب ہے' وہ مدد کرے گا تمہاری۔"

معید نے منیب کے کندھے پر زوردار ہاتھ مارتے ہوئے کہا اس کے بعد گرما گرم بحث دوبارہ شروع ہو گئی تھی۔ جس میں منیب بے چارہ ایک طرف تھا اور باقی سب دوسری طرف۔ ماہا بظاہر ان کی بحث سننے لگی مگر دھیان کسی اور سمت ہی لگا ہوا تھا۔

☼ ☼ ☼

"آج تو آپ بہت سوہنی لگ رہی ہیں ماہا بی بی۔"

وہ کچن میں صغریٰ کے ساتھ مل کر کھانے کے برتن سمیٹ رہی تھی جب صغریٰ نے بے ساختہ تعریف کی۔ وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے طوبیٰ اور حمنہ نے بھی بالکل یہی بات کی تھی۔ انہیں گئے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی۔ آج کی دعوت بہت بھرپور ہوئی تھی۔ جویریہ کے علاوہ باقی سب لوگ ہی آئے تھے۔ طوبیٰ اور حمنہ کی کمپنی میں بہت اچھا وقت گزرا۔ سکندر انکل بھی تقریباً صبح سے آئے ہوئے تھے۔ اسے قوی امید تھی کہ عون نہیں آئے گا۔ پہلے کے برعکس آج اسے اس بات کا کوئی

خاص افسوس نہ تھا بلکہ وہ کچھ ریلیکس ہی تھی اور پھر کھانے سے صرف پندرہ منٹ پہلے عون بھی آگیا۔

اسے بالکل بھی تو خوشی نہیں ہوئی معلوم تھا کہ وہ مارے باندھے آیا ہے۔ لیکن ایک بات ماننے والی تھی کہ وہ ایکٹر زبردست تھا۔ اپنی تمام تر اکڑ اور بیزاری شاید گھر ہی بھول آیا تھا۔ اب تو بہت خوش گوار موڈ میں معیز وغیرہ کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھا تھا۔ زبردست قہقہے بلند ہو رہے تھے کھانے کے بعد اور مہمانوں کو رخصت کر کے بابا، سکندر انکل کے ساتھ اپنے کمرے میں چلے گئے تھے۔ ان کو چائے پہنچانے کے لیے جب وہ لاؤنج سے گزری تو معیز وغیرہ مغیث کو چھیڑ رہے تھے۔

"نہیں بھئی، میں تو سو فیصد مغیث کے ساتھ ہوں۔ انسان کو زندگی میں صرف ایک بار موقع ملتا ہے۔ شادی تو پسند کی ہی کرنی چاہیے ورنہ ساری زندگی کے لیے پچھتاوا رہ جاتا ہے۔"

عون کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔ جواباً معیز نے نجانے کیا کہا تھا کہ سب نے قہقہہ لگایا۔ وہ تیزی سے لاؤنج سے گزر گئی، آنسو پلکوں کی باڑ پر آر کے۔

ان سب میں سے کوئی بھی عون کی بات کی گہرائی تک نہ پہنچا تھا۔ ہاں جس تک اس نے بات پہنچانا چاہی تھی بہت آرام سے پہنچا دی تھی۔ وہ کیا جتانا چاہ رہا تھا۔ وہ سب سمجھ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

"کیا بات ہے ماہا ڈیئر! میں دیکھ رہا ہوں آج کل تم کچھ کھوئی کھوئی سی رہنے لگی ہو۔" وہ سب کے ساتھ بیٹھی کرکٹ میچ دیکھ رہی تھی جب معیز نے اچانک اسے مخاطب کیا۔ وہ جیسے ایک دم چونکی۔

"ہاں، نہیں تو، میچ ہی تو دیکھ رہی ہوں۔"

"اچھا تو بتاؤ۔ ابھی ابھی کون آؤٹ ہوا ہے؟" معیز نے کہتے ہوئے ٹی وی بھی آف کر دیا۔ اس بار وہ واقعی سٹپٹا گئی۔ وہ پتا نہیں کتنی دیر سے اسے تک رہا تھا۔ مغیث، معید اور منیب بھی اسی کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

"کیا ہے معیز! ٹی وی چلاؤ، کوئی بات نہیں ہے۔"

سب کی توجہ اپنی طرف مبذول پا کر وہ کچھ روہانسی ہو گئی۔

"ماہا! تم پریشان ہو؟ دیکھو اگر کوئی بات ہے تو ہم سے شیئر کرو۔" معید نے اسے مخاطب کیا۔

"افوہ کیا مسئلہ ہے بھئی، کوئی بات ہو گی تو شیئر کروں گی نا۔ تم سب تو پیچھے ہی پڑ گئے۔" اس نے مسکرانے کی کوشش کی لیکن آنکھوں نے اس کا ساتھ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ ایک دم ہی ڈھیر سارا پانی آنکھوں میں اتر آیا۔

"میں جا رہی ہوں، بابا کا سوٹ پریس کرنا ہے۔" وہ آنکھیں جھپک کر آنسو روکتی فوراً ہی جانے کے لیے اٹھی تھی۔ مغیث نے جلدی سے اسے ہاتھ پکڑ کر روکا پھر اپنے ساتھ بٹھا لیا۔

"کپڑے منیب پریس کر دے گا۔ تم وہ بات بتاؤ جس کی وجہ سے پریشان ہو۔" مغیث نے نرمی سے کہا۔

"ہاں ہاں، میں کر دوں گا۔" منیب فوراً راضی ہو گیا۔

"کیا کالج میں کوئی مسئلہ ہے؟" معید نے اندازہ لگایا۔

اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ آنسو اب گال پر پھسل رہے تھے۔

"کسی ٹیچر نے ڈانٹا ہے؟"

"پیپرز کی تیاری نہیں ہے؟"

"کسی دوست سے لڑائی ہو گئی ہے؟"

وہ سب باری باری اس سے وجہ پوچھتے رہے اور وہ نفی میں سر ہلاتے ہلاتے ایک دم مغیث کے شانے سے سر ٹکا کر بری طرح رو دی۔

"ہائیں ماہا! کیا بات ہے یار!" مغیث نے اپنے بازو اس کے گرد حمائل کیے۔

اس کے اس طرح رونے سے سب ہی بوکھلا گئے تھے۔ معیز اور معید نے پریشان ہو کر بے ساختہ ہی اس کے ہاتھ سہلانے شروع کر دیے۔ منیب فوراً ہی پانی لے کر آگیا۔ اس طرح ہچکیوں سے تو وہ کبھی نہ روئی تھی۔

"ماہا! کیوں پریشان کر رہی ہو۔" معیز نے اسے کندھوں سے پکڑ کر مغیث سے الگ کیا۔

"اچھا مت بتاؤ پر یوں ہلکان تو مت ہو۔ پانی پی لو۔" منیب نے تسلی دیتے ہوئے پانی کا گلاس تھمایا۔

"میں بابا کو بلا رہا ہوں۔" معید اٹھتے ہوئے بولا اور دھمکی کارگر رہی۔

"نہیں پلیز، بابا کو مت بلاؤ۔" وہ فوراً بولی تھی۔

"جب تک تم وجہ نہیں بتاؤ گی۔ ہم کیا کر سکتے ہیں یار!" مغیث بے چارگی سے بولا۔

"افوہ! میں سمجھ گیا۔" منیب ایک دم سر پر ہاتھ مار کے

ہوئے بولا۔

سب لوگوں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ ماہا نے بھی متوحش ہو کر اسے دیکھا۔ جانے وہ کیا سمجھا تھا۔

"تمہیں وہی والا رونا آرہا ہے نا ماہا! جو لڑکیوں کو بابل کی دہلیز چھوڑتے ہوئے آیا کرتا ہے۔" منیب نے شرارت سے پوچھا۔ اس نے سر جھکا دیا۔ تردید کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

"یہ بات تھی۔" معید نے خفگی سے آنکھیں دکھائیں۔

"جان نکال دی تم نے لڑکی!" مغیث نے اس کے سر پر چپت لگائی۔ وہ سب منیب کی بات کو سچ سمجھ بیٹھے تھے۔ اور ایک طرح سے اچھا ہی تھا جو وہ خود ہی ایک فرضی نتیجے پر پہنچ گئے ورنہ کتنا مشکل ہوتا ان کے سوالوں کے جواب دینا۔

"یار! ابھی تین مہینے باقی ہیں شادی میں، تمہیں ابھی سے ملکۂ جذبات بننے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح تو تم شادی تک آدھی رہ جاؤ گی۔" معیز نے اسے ڈپٹتے ہوئے کہا۔

"ویسے بھی تم کون سا دوسرے شہر جارہی ہو۔ لڑکیاں تو رخصت ہو کر ملک سے باہر تک چلی جاتی ہیں۔ تمہارے ساتھ تو ایسا کوئی مسئلہ نہیں۔ پندرہ منٹ کی ڈرائیو پر موجود ہے سکندر انکل کا گھر، روز بھی آسکتی ہو۔" مغیث نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"پھر عون بہت سیدھا سادہ بندہ ہے۔ جو کہو گی مان لے گا۔ سکندر انکل تو ہیں ہی بابا کے دوست، عون صبح آفس جاتے ہوئے سکندر انکل اور تمہیں یہاں چھوڑ جایا کرے گا، شام کو لے جایا کرے گا۔"

منیب نے اپنی سمجھ کے مطابق اسے دلاسہ دیا تھا۔ اس احمقانہ بات پر سب نے حسب توفیق اسے گھورا تو ضرور پر تردید کرنے کی کوشش نہ کی۔

"سیدھا سادہ بندہ۔" اس نے استہزائیہ انداز میں دل ہی دل میں بات دہرائی۔ اگر اپنے چاروں بھائیوں کو اس سیدھے سادے بندے کے وہ زریں خیالات بتادے جو وہ ماہا رحمٰن کے متعلق رکھتا ہے تو جانے ان کا ردعمل کیا ہو اور اسی ممکنہ ردعمل سے بچنے کے لیے اس نے اپنے لب سی لیے تھے۔ لیکن یہ طے تھا کہ کسی فیصلے پر پہنچنا ضروری ہو گیا تھا۔ عروج کے توسط سے جو باتیں اب تک اس کے علم میں آئی تھیں، انہیں جاننے کے بعد عون کی زندگی میں شامل ہونا اب ناممکن ہو گیا تھا، آج ہی تو عروج نے اسے پرتاسف انداز میں اور بہت کچھ بتایا تھا۔

"سچی یار! اتنا انسلٹنگ لہجہ ہوتا ہے عون کا تمہارے لیے۔ مجھ سے تو برداشت ہی نہیں ہوتا۔"

بہت ساری باتیں بتانے کے بعد جب عروج نے دھیمے لہجے میں کہا تو غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"سمجھتا کیا ہے وہ خود کو۔" اس نے کہنا چاہا تھا، پر غصے کی شدت سے زبان نے الفاظ کا ساتھ نہ دیا۔ بہت مشکل سے اس نے اپنا غصہ ضبط کیا تھا لیکن گھر آکر سارا غصہ آنسوؤں کی صورت میں نکل گیا۔ ہاں بہت سارا رونے کے بعد دل کچھ ہلکا ہو گیا تھا۔ بس اب کسی فیصلے پر پہنچنے اور مناسب الفاظ میں بھائیوں اور بابا کو بتانے کے لیے ہمت مجتمع کرنا تھی۔

☼ ☼ ☼

"ماہا بی بی! آپ کا فون ہے۔" وہ وارڈ روب کی صفائی کررہی تھی جب صغریٰ نے آکر بتایا۔

"حمنہ، طوبیٰ کا ہے؟" اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں جی آپ سن لیں جاکر۔" صغریٰ مصروف سے انداز میں کہتے ہوئے چلی گئی۔

وہ اٹھ کر فون اسٹینڈ کی طرف آگئی۔ اس نے آج حمنہ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی طرف آئے گی۔ بہت دنوں سے کوئی چکر نہ لگا تھا۔ جویریہ سے ملنے کو بھی بہت دل چاہ رہا تھا پر کوئی بھائی دستیاب ہی نہ ہو پا رہا تھا۔ اسے منانے کے لیے کوئی بہانہ سوچتے ہوئے اس نے ریسیور اٹھایا۔

"مجھے معلوم تھا تمہارا فون ہو گا۔ کہو کیا حال چال ہے۔" اس نے بشاشت سے پوچھا تھا دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔

"آئی نو۔ تم مجھ سے ناراض ہو۔ پر کیا کروں یار! میرے بس میں ہوتا تو میں ضرور آتی۔ اتنا دل کررہا تھا تم سے ملنے کو لیکن وہ جو معیز ہے نا عین وقت پر......"

"ہیلو السلام علیکم۔" دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز نے ایک دم اس کی بات کاٹی۔

"جی وعلیکم السلام، کون؟" اس نے بے حد متحیر ہو کر پوچھا۔

"میں عون بول رہا ہوں،" دوسری طرف سے آنے والی آواز نے اس کے حواس معطل کر دیے۔

"ہیلو ماہا!" وہ پکار رہا تھا۔ وہ جیسے یک دم ہوش میں آئی۔

"پلیز۔ ہولڈ کریں میں مغیث کو بلاتی ہوں۔" اس نے آہستگی سے کہہ کر فون رکھنا چاہا۔

"ماہا پلیز بات سنو میری۔" عون نے تیزی سے کہا۔ "مجھے مغیث سے نہیں تم سے بات کرنا ہے۔" وہ جواباً جھنجلا گیا۔ وہ کیا کہنے جارہا تھا۔ وہ سننے سے پہلے ہی جان سکتی تھی۔

"نہیں عون سکندر صاحب! یہ بات میں آپ کی زبان سے نہیں بلکہ آپ کو میری زبانی سننا ہو گی۔" اس نے سوچا تھا پھر کریڈل پر انگلی رکھ کر رابطہ منقطع کردیا اور اس کے بعد باآواز بلند صغریٰ کو پکارا۔ ابھی اس کی گوشمالی کرنا باقی تھی۔

☼ ☼ ☼

صرف تین دن بعد ہی قسمت نے اسے موقع فراہم کردیا تھا۔ سکندر انکل شام کو بابا سے ملنے آئے تھے۔ انہوں نے عون کو فون کردیا تھا کہ وہ آفس سے واپسی پر انہیں لیتا جائے۔ عون کو آنے میں دیر ہو گئی تھی اس لیے مغیث انکل کو چھوڑنے چلا گیا۔ اور ان کے جانے کے پندرہ منٹ بعد ہی عون بھی آگیا۔ بابا عشاء کی نماز پڑھنے مسجد گئے ہوئے تھے۔

صغریٰ نے عون کو ڈرائنگ روم میں بٹھا کر اسے اطلاع دی۔ گھر پر اور کوئی نہ تھا۔ اتنا سنہری موقع پھر کب میسر آتا لیکن اتنا اچانک اس کا سامنا کرنے اور کچھ کہنے کی ہمت نہ پڑ رہی تھی، پھر عروج کی باتیں ایک ایک کرکے یاد آتی گئیں اور خود بخود ہی اس کے قدم ڈرائنگ روم کی طرف اٹھتے گئے۔ عون ریلیکس انداز میں صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ ورق گردانی کے لیے سائڈ ٹیبل پر رکھا میگزین اٹھالیا تھا۔ قدموں کی چاپ پر نظر اٹھا کر دیکھا۔ ماہا کو دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت نمودار ہوئی۔

"کیسی ہیں آپ؟" اس نے غالباً "مروت" نبھانا چاہی۔

"میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔" اس نے تھوک نگلتے ہوئے اپنی کمزور پڑتی ہمت کو جمع کرنے کی کوشش کی۔

"جی کہیے۔" اس کے لب ذرا کی ذرا مسکرائے۔ ماہا نے ایک نظر اس پر ڈالی۔ دل ایک لمحے کو بے ایمان ہوا تھا۔ وہ واقعی ایسا تھا کہ کوئی بھی لڑکی اس کے ساتھ کی تمنا کرسکتی تھی، صرف ایک لمحے کی بات تھی۔ اگلے لمحے اس نے اپنے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی سے ڈائمنڈ رنگ اتاری اور عون کے سامنے میز پر رکھ دی۔

"یہ؟" عون کی کشادہ پیشانی پر ایک دم کئی شکنیں نمودار ہوئی تھیں۔

"انسان کو زندگی میں ایک ہی موقع ملتا ہے عون صاحب! لائف پارٹنر اگر پسند کا نہ ہو تو زندگی گزارنا بہت مشکل ہو جاتی ہے۔ والدین کی مرضی مانتے ہوئے ان چاہی زندگی گزارنا عقل مندی نہیں ہے۔ بے شک انہیں منانا ایک مشکل کام ہو گا لیکن کاش یہ کام آپ پہلے کرلیتے تو آج مجھے اس مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ بہرحال اپنی پسند کے مطابق زندگی گزارنا آپ کا حق ہے۔ یہ تعلق جو آپ نے صرف بڑوں کے ایما پر جوڑا تھا میری طرف سے ختم ہے۔ آپ مناسب الفاظ میں انکل کو بتادیجیے گا۔" وہ کہتے ہوئے تیزی سے باہر نکل گئی۔

"ماہا!" عون نے پکارا تھا لیکن وہ رکی نہیں اور اسی لمحے بابا بھی آگئے۔ عون نے سامنے رکھی انگوٹھی تیزی سے اٹھا کر مٹھی میں دبالی۔

"ہاں برخوردار! بہت دیر لگادی، سکندر نے بہت انتظار کیا۔"

"جی انکل! بس وہ آفس میں دیر ہو گئی۔" وہ غیر حاضر دماغی سے وجہ بتانے لگا۔ اس کے بعد وہ بمشکل دس منٹ ہی بیٹھا ہو گا۔ بابا نے کھانے کے لیے بہت روکا مگر وہ "پھر کبھی سہی" کہتے ہوئے چلا گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"بہت دن ہو گئے سکندر نہیں آیا۔" ناشتے کی میز پر اخبار پڑھتے ہوئے بابا کو ایک دم خیال آیا۔ باقی سب لوگوں نے تو اس خود کلامی پر سرسری سی توجہ دی، البتہ ماہا کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔

"معیز! شام کو تم فارغ ہو نا؟" بابا نے معیز کو مخاطب کیا۔

"جی بابا!" اس نے تابعداری سے جواب دیا۔

"بس پھر مجھے سکندر کی طرف چھوڑ آنا۔" انہوں نے اخبار تہہ کرتے ہوئے اچانک پروگرام بنا ڈالا۔

"ٹھیک ہے۔" وہ راضی ہو گیا۔

"اف خدایا، کیسی مشکل صورتحال میں پھنس گئی ہوں میں۔" وہ آنے والے وقت کا خیال کرکے بری طرح خوفزدہ

ہوگئی۔ ایک بار تو ہمت دکھالی تھی لیکن اب یوں لگ رہا تھا جیسے ساری ہمت اس دن عون سے بات کرنے میں ہی خرچ ہوگئی۔ "سکندر انکل کو اب سب پتا چل گیا ہوگا۔ جانے عون نے انہیں کس انداز سے ساری بات بتائی ہوگی۔ کہیں اس بدتمیز شخص نے سارا الزام میرے سر پر ہی نہ تھوپ دیا ہو۔ "کیا سوچیں گے سکندر انکل میرے متعلق' اور پتا نہیں کس طرح بابا سے بات کریں گے۔" طرح طرح کے خدشے اسے ستا رہے تھے۔

"لیکن میرے منہ میں بھی زبان ہے۔ سب کچھ صاف صاف بتادوں گی۔ انکل اور بابا کو۔ جب عون صاحب کے خیالات معلوم ہوں گے تو وہ میرا ہی ساتھ دیں گے۔ بابا کو بھی میرے فیصلے پر ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ اپنی انا اور خودداری پر سمجھوتہ نہ کرنے کا درس آخر بابا نے ہی ہماری گھٹی میں ڈالا ہے۔ بی بریو ماہا! سب ٹھیک ہوجائے گا تم نے کوئی غلط قدم نہیں اٹھایا ہے۔" اس نے اپنے آپ کو ڈھیر ساری تسلی دی۔

"تمہاری چائے بالکل ٹھنڈی ہوگئی ہے ماہا! کن سوچوں میں گم ہو۔" معید نے اسے ٹہوکا دیا تو وہ جیسے ہوش کی دنیا میں آئی۔

اور جس وقت بابا' سکندر انکل کے ہاں جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ سکندر انکل بنفس نفیس خود تشریف لے آئے۔ کتنی ہی دیر تک وہ اپنے کمرے میں بیٹھی رہی پھر جب معید نے چائے بنانے کے لیے بلایا تو اسے باہر آنا ہی پڑا۔ ہاتھ پاؤں بالکل بے جان ہو رہے تھے۔ آنے والے لمحے کا سامنا کرنا آسان نہ تھا۔ اتنے دنوں بعد سکندر انکل کی آمد۔ وہ حسب معمول بابا کے کمرے میں ہی بیٹھے تھے۔ اس نے بہت مشکلوں سے اپنے حواس قابو میں لاتے ہوئے چائے کے ساتھ دیگر لوازمات ٹرے میں سجائے کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ جل تو جلال تو کا ورد کرتی بابا کے کمرے کی طرف بڑھی۔ وہ تصور کر سکتی تھی کہ کمرے کا ماحول کیا ہوگا۔ خفا خفا سے انکل اور چپ سادھے بابا۔ پھر اسے پاس بٹھایا جائے گا اور بابا درشتی سے اس سے استفسار کریں گے اور بس۔ پھر اس کے بھی ضبط کے بندھن ٹوٹ جائیں گے اور وہ روتے ہوئے بابا اور انکل کو ساری صورتحال بتادے گی۔

وہ دل ہی دل میں منصوبے بناتی کمرے میں داخل ہوئی تھی لیکن اندر کا منظر توقع کے خلاف تھا۔ بابا اخبار سے کچھ پڑھ کر انکل کو سنا رہے تھے اور انکل ہنس رہے تھے۔

"ارے واہ! ہماری بیٹی چائے بھی لے آئی۔ بہت طلب ہو رہی تھی گرما گرم چائے کی۔" وہ اسے دیکھ کر بشاشت سے مسکرائے۔

"السلام علیکم انکل۔" اس نے حیرانی چھپاتے ہوئے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام۔ جیتی رہو۔" انہوں نے ہمیشہ کی طرح بہت شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"بھئی آج تو میں ایک خاص بات کرنے آیا ہوں۔" اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ لیتے ہوئے انکل نے کہا۔

"ماہا! بیٹا رات کے کھانے کے لیے کوئی اچھی سی چیز بنالو۔ تمہارے انکل کھانا کھا کر جائیں گے۔"

بابا نے اسے واضح طور پر کھسکانا چاہا۔ وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے باہر نکل آئی۔ چھپ کر بات سننا ایک معیوب حرکت تھی۔ پر اس وقت اس حرکت کو کیے بنا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ وہ باہر نکل کر دروازے کی اوٹ میں کھڑی ہوگئی۔

"بس اب کوئی قریب کی تاریخ رکھ لو۔ ہمارا گھر بہت سونا ہے۔ اسے بہو کی بہت ضرورت ہے۔" انکل نے چائے کا سپ لیتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ بابا نے پرسوچ انداز میں ہنکارا بھرا۔

"ٹھیک ہے عبداللہ صاحب سے بات کرتے ہیں۔ ان کے بڑے بھائی کو سعودی عرب سے آنا ہے۔ ان کے آنے پر ہی تاریخ مقرر کریں گے۔" بابا نے جویریہ کے ابو کا نام لیتے ہوئے بتایا۔

"ہاں یار! تم اپنی بہو اپنے گھر لے آؤ' اور میں اپنی بیٹی لے جاؤں' اب مزید انتظار نہیں ہوگا۔ زندگی بہت بے کیف ہوگئی ہے۔ دل کرتا ہے گھر دوبارہ سے گھر لگنے لگے۔"

انکل نے سرد آہ بھر کر کہا۔ جواباً" بابا نے سکندر انکل کو کیا کہا وہ سن نہ پائی۔ ڈھیلے ڈھالے قدموں سے چلتی کچن میں آگئی۔ یہ تو گیم ہی الٹ گئی تھی۔ یقیناً عون کو ہمت ہی نہ پڑی ہوگی کہ وہ سکندر انکل کو کچھ بتاتا۔

"بزدل نہ ہو تو۔" غصے کی شدید لہر نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ فروٹ باسکٹ میں سے ایک بڑا سا سیب نکالا اور اس پر زور سے دانت گاڑ کر عون کا آیا غصہ گویا اس پر نکالا۔

✡ ✡ ✡

"اتنا کم وقت ہے جی' دو دو شادیوں کی تیاری ہوگی کیسے۔ دو مہینے تو یوں چٹکی بجاتے میں گزر جائیں گے۔" صغریٰ نے تشویش سے جملہ حاضرین کو مخاطب کیا تھا۔

"ہمیں بھی معلوم ہے صغریٰ صاحبہ! کہ وقت بہت کم ہے۔ آپ مزید تو نہ دہلائیں۔" معیز نے اسے گھور کر کہا۔

"مجھے تو ایک مہینہ پہلے ڈھولکی منگوا دینا جی۔ پریکسٹ (پریکٹس) کرنی پڑے گی نا۔ اب تو عرصہ ہوگیا ہے ڈھولک بجائے ہوئے۔" صغریٰ زیادہ ہی پرجوش ہو رہی تھی۔

"ویسے صغریٰ! تمہارے کندھوں پر تو دوہری ذمہ داری پڑ گئی ہے۔ تم بنو کے گیت گاؤ گی یا بنڑے کے۔" معید نے شرارت سے پوچھا۔

"یہ فیصلہ بعد میں ہوجائے گا تم پہلے میری شرٹ دھو دو۔ گھنٹے بھر سے کہہ رہا ہوں تم سے۔" مغیث نے کہا تو وہ سر ہلاتے ہوئے چلی گئی۔

"کتنا ارمان ہے صغریٰ کو تیری شادی کا۔" معیز نے مغیث کو چھیڑا۔

"ایک صغریٰ ہی کو ارمان ہے۔ وہی کرے گی اپنے سارے ارمان پورے اور تو جیسے کسی کا کوئی ارمان ہی نہیں۔" کافی دیر سے چپ بیٹھی ماہا مزید خاموش نہ رہ سکی تھی۔ سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"ہائیں! یہ تمہیں کیا ہوا؟" معیز نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کچھ نہیں ہوا ہے مجھے۔ میرے بھائی کی شادی ہے اور ڈھولک بجائے گی صغریٰ' گیت گائے گی صغریٰ' جوڑے بنوائے گی صغریٰ' بھائی کو رخصت کرا کے لائے گی صغریٰ اور نیگ لے گی تو وہ بھی صغریٰ۔" وہ تو جیسے پھٹ پڑی۔ سب خاموشی سے اس کی شکل دیکھ رہے تھے۔

"تم لوگ بابا سے ایک ذرا سی بات نہیں منوا سکتے۔ کوئی ضروری تو نہیں ہے کہ مغیث اور میری شادی ایک ساتھ ہی ہو۔ بھائی کی شادی میں اپنے ارمان پورے کرنے کا کیا میرا کوئی حق نہیں۔" وہ روہانسی ہونے لگی۔

"وہ تو ٹھیک ہے ماہا! لیکن....." معید نے کچھ کہنا چاہا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں' پلیز بات کرو بابا سے۔" وہ منت بھرے لہجے میں بولی۔

"بابا نہیں مانیں گے اور اگر بابا مان بھی گئے تو سکندر انکل نہیں مانیں گے۔" معیز نے اسے سمجھانا چاہا۔

"کیوں یہ کوئی ناجائز مطالبہ نہیں۔ زندگی میں کتنے عرصے بعد تو خوشی کا موقع آیا ہے۔ میرا بھی تو دل کر رہا ہے کہ میں جی بھر کر اپنی خوشیاں اور ارمان پورے کروں۔" وہ یاسیت سے بولی۔

"اچھا۔ میں کروں گا بابا سے بات۔ کوشش کر کے دیکھ لینے میں تو کوئی حرج نہیں۔" مغیث نے اسے تسلی دی تھی۔

اور نجانے اس نے بابا سے کس طرح بات کی تھی کہ بابا ٹھیک ٹھاک برہم ہوگئے۔

"حد ہوتی ہے صاحبزادے' بجائے اس کے کہ بہن کو سمجھاؤ' یہ احمقانہ تجویز لے کر میرے پاس آگئے۔ جاؤ بلاؤ ماہا کو' میں خود بات کرتا ہوں اس سے۔" انہوں نے خفگی سے کہا تھا۔ وہ منہ لٹکائے باہر آگیا اور وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بابا کے کمرے میں چلی گئی۔

"آج ماہا کی خیر نہیں۔" منیب تشویش سے بولا

پندرہ بیس منٹ بعد وہ کمرے سے نکلی تھی۔ چھوٹی سی ناک گلابی ہو رہی تھی۔ آنکھوں کے گوشے بھی نم تھے ہاں ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

"بابا مان گئے؟" اسے ہنستا مسکراتا دیکھ کر معید نے حیرت سے پوچھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے اثبات میں گردن ہلادی۔

"ناممکن۔" ان میں سے کسی کو یقین ہی نہ آرہا تھا۔

"میری بات کبھی بابا نے ٹالی ہے؟" اس نے فخریہ انداز میں کہا۔

"اگر یہی بات تھی تو پہلے ہی خود بات کیوں نہیں کر لی۔ مجھے ڈانٹ پڑوانا لازمی تھی۔ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ یہ احمقانہ تجویز لے کر میرے پاس کیوں آگئے اور خود جو مان لی وہ؟"

مغیث خفا ہو رہا تھا۔ اور اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑے بابا اس کی بات سن کر نم آنکھوں کے ساتھ مسکرا دیئے تھے۔ اسے کیا بتاتے کہ بیٹیوں کی بات ٹالنا کتنا مشکل ہوتا ہے اور بیٹی بھی ماہا جیسی' جس نے زندگی بھر کوئی مطالبہ یا فرمائش نہیں کی اور اب بھی ان کے سینے میں سر چھپاتے ہوئے بس اتنا کہا تھا۔

"ماما ہوتیں تو میری بات کبھی نہ ٹالتیں۔" بس ایک لمحے کی بات تھی۔ اسے سمجھانے کے لیے سوچی گئیں ساری دلیلیں بے معنی لگنے لگیں۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں تمہارے انکل سے بات کرتا ہوں۔" انہوں نے اس کی آنکھیں پونچھتے ہوئے پیشانی چوم لی تھی۔

اور پھر سارے معاملات حسب منشاء طے پا گئے تھے۔

✡ ✡ ✡

ایک انتہائی مشکل مرحلہ اتنی آسانی سے طے ہو جائے گا یہ ماہا کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ فی الحال شادی کا التوا میں پڑنا ہی ایک بڑی کامیابی تھی۔ مزید سوچ و بچار کرنے اور نئی حکمت عملی وضع کرنے کے لیے کافی مہلت مل گئی تھی۔ لیکن تفصیل سے سوچنے کا یہ سارا کام اس نے مغیث کی شادی کے بعد کے لیے اٹھا رکھا۔ فی الحال وہ ساری فکریں اور اندیشے ایک طرف رکھ کر شادی انجوائے کرنا چاہتی تھی۔ اور وقت بھی اتنی تیز رفتاری سے بھاگ رہا تھا کہ اسے سوچنے کی فرصت ہی نہ ملتی تھی۔

بابا آج کل بہت خوش تھے بلکہ ایک بابا ہی کیا گھر کا ہر فرد خوش تھا۔ پرجوش اور متحرک۔

پھر ایک خبر نے اس خوشی کی خبر کو مزید دوبالا کر دیا۔ عون آفیشل ٹور پر سنگاپور اور ملائیشیا چلا گیا تھا فی الحال واپسی کا کچھ پتا نہ تھا۔ تھوڑا بہت بوجھ جو اس کے ذہن پر دھرا تھا وہ بھی مکمل طور پر ختم ہو گیا وہ ہلکی پھلکی ہو کر شادی کی تیاریوں میں مگن ہو گئی۔ ان دنوں اسے مما کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی اگرچہ بابا کے حلقۂ احباب سے اسے بھرپور تعاون مل رہا تھا خصوصاً "افتخار انکل کی بیٹی نگی باجی نے اسے شاپنگ میں بہت مدد دی۔

شادی کے دن بالکل قریب آ گئے تھے۔ مہمانوں میں سب سے پہلے بڑی پھپھو کی فیملی آئی اور اس کے بعد تو گویا مہمانوں کا تانتا بندھ گیا۔ عرصہ دراز سے فیملی میں کوئی فنکشن نہیں ہوا تھا۔ سب کو ہی ایک دوسرے سے ملے ہوئے مدت ہو چکی تھی۔ رابطوں میں کمی کی ایک بڑی وجہ فاصلوں کی دوری بھی تھی۔ چھوٹے چچا کی پوسٹنگ اٹک میں تھی۔ بڑے چچا کراچی، ماموں اسلام آباد، خالہ کوئٹہ غرض سب مشینی انداز کی زندگی گزارنے اپنے اپنے مسئلوں میں الجھے ہوئے تھے۔ لیکن اب عرصے بعد موقع آیا تو سب ہی اپنی تمام تر مصروفیات پس پشت ڈالتے ہوئے شادی میں شرکت کے لیے آن موجود ہوئے۔ گھر مہمانوں سے بھر گیا تھا۔ وہی روایتی ہلچل جو کسی بھی شادی والے گھر کا حصہ ہوتی ہے۔

مہندی کی تقریب گھر پر ہی منعقد ہوئی۔ بابا مہندی لانے اور لے جانے کے حق میں نہیں تھے، حالانکہ اس کی سب کزنز نے اس بات پر تھوڑا بہت شور مچایا بھی لیکن بابا نے سب کو سمجھا دیا۔ پھوپھو بھی اس معاملے میں بابا کی ہم نوا تھیں۔

"رسمیں، رواج ایک حد تک اچھے لگتے ہیں۔ فضول میں دوسروں پر بار ڈالنا ٹھیک نہیں۔ مہندی پر بھی لڑکی والوں کا شادی جتنا خرچہ ہو جاتا ہے۔ تم نے جو ہلا گلا کرنا ہے اپنے گھر پر کرو کوئی منع نہیں کرے گا۔" پھوپھو نے پیار سے سمجھایا تھا۔ لیکن سچی بات تو یہ تھی کہ گھر پر رسم کا بھی بہت مزہ آیا۔ آصف چچا کی آرٹسٹک مزاج علیزہ نے چھوٹے سے لان کو خوبصورتی سے سجایا تھا۔ رات گئے تک خوب ہلا گلا جاری رہا۔ مغیث کے لیے خاص طور سے سجائی گئی کرسی پر اسے بیٹھنے کا بہت کم موقع ملا۔ زیادہ تر معیز اور معید نے ہی اس پر قبضہ جمائے رکھا۔ پہلا طویل سیشن گانوں کا ہوا۔ ایک گھنٹے تک سب لوگوں نے صبر آزما سکون کے ساتھ صغریٰ کو سنا پھر روما نے ڈھول اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس کے بعد رات گئے تک خوب ہنگامہ مچا۔ منیب کے ہاتھ میں مووی کیمرے نے اس یادگار تقریب کے ایک ایک لمحے کو محفوظ کیا تھا۔

✡ ✡ ✡

میرج لان میں ہر طرف آنچلوں کی بہار تھی۔ آج ولیمے کی تقریب تھی۔ وہ ابھی ابھی جویریہ کو بیوٹی پارلر سے واپس لائی تھی۔ جویریہ کو تھوڑی دیر کے لیے برائیڈل روم میں بٹھا کر وہ اپنی کزنز کے پاس آ گئی۔

"جھوٹی کہیں کی کہہ رہی تھی عون ملائیشیا گیا ہوا ہے۔ تو سامنے کیا عون بھائی کا بھوت کھڑا ہے۔"

عائشہ نے ایک دم اس کے چٹکی کاٹی تو اس نے چونک کر سامنے دیکھا، معید کے ساتھ کھڑا وہ بلاشبہ عون ہی تھا۔ عائشہ کی یادداشت غضب کی تھی۔ اس نے عون کی صرف تصویریں دیکھ رکھی تھیں پھر بھی ایک نظر دیکھنے پر ہی پہچان گئی۔

"کیا ہوا' کیا باتیں کر رہے ہیں آپ؟" روما کو کھد بد ہوئی۔ عائشہ نے جواباً "سب" کو عون کے متعلق بتا دیا۔

"واؤ ماہا! وہ ہیں عون بھائی' اف اتنے ڈیشنگ' ہیں' ہاؤ لکی یو آر۔ آؤ ہمارا تعارف تو کروا دو۔" روما نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو وہ جیسے حواسوں میں آئی۔

"پاگل ہوگئی ہو۔" اس نے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا ورنہ روما سے کچھ بعید بھی نہ تھا کہ وہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی عون تک لے جائے۔

"اتنے دنوں بعد آئے ہیں عون بھائی۔ مل تو آؤ۔" عائشہ اسے چھیڑ رہی تھی۔

"ویسے آج تو تم لگ بھی بہت پیاری رہی ہو۔ بالکل مغلیہ شہزادی۔" علیزہ نے بے ساختہ تعریف کی۔

"تو عون بھائی کو بھی تو دیکھو کیا پرسنالٹی ہے۔ واٹ آ پرفیکٹ کپل۔" کسی اور نے کہا تھا۔

لڑکیوں کے اتنے بڑے گروپ کی توجہ اپنی جانب مبذول دیکھ کر عون اور معید کو بھی اندازہ ہوگیا تھا کہ بات ان ہی کے متعلق ہو رہی ہے۔ معید نے شرارت سے عون کو کچھ کہا وہ جواباً مسکرا دیا۔

"یہ یقیناً معید نے ہمارے متعلق کچھ کہا ہے۔ آؤ چل کر پوچھتے ہیں۔" علیزہ سے مزید ضبط نہ ہو سکا تھا۔

"بالکل یار! آؤ مل کر آتے ہیں آخر ہمارے ہونے والے جیجا جی ہیں تعارف تو ہونا چاہیے نا۔" روما کی قیادت میں سب ہی چل دیں۔ اس نے صرف عائشہ کو ہاتھ پکڑ کر جانے سے روکا۔

"ماہا! کیا ہوا' یہ ایک دم تمہاری شکل پر بارہ کیوں بجنے لگے ہیں۔" عائشہ نے اسے بغور دیکھا۔

"کچھ نہیں۔ تھک گئی ہوں شاید۔" وہ نزدیک پڑی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ اب اس کی پشت عون کی جانب تھی لیکن لڑکیوں کے آنے والے قہقہے اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ بات چیت بہت خوشگوار موڈ میں ہو رہی ہے۔

"میرا خیال ہے' جویریہ کو لے آتے ہیں۔ ورنہ فوٹو سیشن میں بہت دیر ہو جائے گی' وہ دانستہ وہاں سے اٹھ گئی پھر جس وقت جویریہ کو اسٹیج پر لا کر بٹھایا گیا تو سب کی توجہ اسی جانب مبذول ہوگئی۔ اس کے بعد ڈھیر ساری رسموں میں وقت گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا۔ وہ جب بھی ان خوبصورت لمحوں میں محو ہونے لگتی۔ جانے کیسے عون پر نظر پڑ جاتی۔

پھر معیز نے فوٹو سیشن کے لیے عون کو بھی اسٹیج پر بلوا لیا۔ وسیع و عریض اسٹیج پر اس وقت ینگ پارٹی کا قبضہ تھا۔ سب لوگ مغیث کو چھیڑ رہے تھے۔ قہقہوں کا ایک طوفان امنڈ رہا تھا۔ شہزادوں کی سی آن بان والا مغیث اور اس کے پہلو میں ڈیپ پرپل لہنگے میں بے تحاشا حسین لگتی جویریہ۔ حیا کے بوجھ سے اس کی پلکیں جھکی جا رہی تھیں مغیث البتہ سب کے فقروں کا برجستگی سے جواب دے رہا تھا۔

"عون بھائی! دیکھ لیں تھوڑے سے دنوں کی بات ہے پھر اس جگہ آپ بیٹھے ہوں گے۔ ابھی سے ذہنی طور پر تیار ہو جائیں۔"

روما نے عون کو مخاطب کیا تھا۔ اس نے متبسم لہجے میں کوئی جواب دیا تھا۔ شور کی وجہ سے وہ عون کا جواب تو نہ سن پائی البتہ متوجہ اسی طرف تھی۔ اسی لمحے عون نے بھی نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ نظروں کا تصادم ہونے پر اس نے بوکھلا کر اپنی نظریں چرائی تھیں۔ دل ایک دم تیزی سے دھڑکا۔ ہتھیلیاں الگ پسینہ پسینہ ہوگئیں۔ عروج کی کہی گئی ساری باتیں اس وقت ذہن سے محو ہوگئی تھیں۔ دل الگ ہی انداز سے دھڑک رہا تھا۔ لیکن سب سے زیادہ حیرت اسے عون کے رویے پر تھی۔ کتنا بڑا ایکٹر تھا وہ' سب کے ساتھ کھل مل کر انتہائی خوش دلی سے باتیں کرتا عون اس عون سے یکسر مختلف تھا۔ جس کی باتیں اسے بتائی گئی تھیں۔

"یہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہو رہا ہے ماہا بی بی! یا تو عون کو اپنا چہرہ بدلنے میں کمال حاصل ہے یا پھر آپ نے جلد بازی میں انتہائی احمقانہ قدم اٹھا لیا ہے۔ بے شک عون نے صرف انکل کے کہنے پر یہ رشتہ جوڑا ہے لیکن یہ تو طے تھا کہ وہ اسے نباہنے پر مجبور تھا۔ ہو سکتا ہے شادی کے بعد آہستہ آہستہ اس کی ناپسندیدگی محبت میں ڈھل جاتی۔"

دل جو باتیں اسے آج سمجھا رہا تھا آج سے پہلے عقل میں بھی نہ آئی تھیں لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا تھا اس کے ہاتھ کی تیسری خالی انگلی اس کا منہ چڑا رہی تھی جس چیز نے انہیں ایک رشتے میں باندھا تھا کئی دن پہلے ان الفاظ کے ساتھ عون کو لوٹا چکی تھی کہ میری طرف سے یہ تعلق ختم ہے۔" اس کے بعد عون کی طرف سے مکمل خاموشی تھی۔ شاید وہ بھی اپنا فیصلہ سنانے کے لیے مناسب

توقع کا منتظر تھا اب شاید بہت دیر ہوگئی تھی۔ جو رشتہ انتہائی سادگی اور خاموشی سے جڑا تھا۔ اس کے خیال میں اسی ہی خاموشی سے ٹوٹ بھی جاتا لیکن اب ایسا ہونا ناممکن ہو رہا تھا۔ بابا نے فیملی کے ایک ایک بندے کو پکڑ کر اس کا تعارف کروایا تھا۔

"اور اگر عون کی خاموشی ٹوٹ گئی اور اس نے بابا کو سب کچھ بتا دیا تو؟" یہ خیال آنے کے ساتھ ہی اسے ایک دم پسینہ آگیا تھا۔

"ماہا! ذرا آؤ میرے ساتھ۔" پیچھے سے ایک دم معیز آیا تھا اور غیر محسوس طریقے سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسٹیج سے نیچے لے گیا۔

"میں بہت دیر سے دیکھ رہا ہوں کہ تم بالکل خاموش ہوئی ہو۔ کیا بات ہے؟" اس نے نرمی سے پوچھا۔

"مما یاد آرہی ہیں نا؟" اس کی خاموشی سے معیز نے یہی نتیجہ اخذ کیا اور واقعی اس لمحے مما کی یاد اس شدت سے آئی کہ دل میں ایک دم ہوک سی اٹھی۔

"بے وقوف لڑکی! مما ساتھ ہیں ہمارے۔ میں نے تو پل پل ان کی موجودگی محسوس کی ہے۔ آج تو بہت خوش ہوں گی مما۔ اور بابا کو دیکھو کتنے عرصے بعد یوں ریلیکس نظر آ رہے ہیں۔ تمہاری شکل دیکھ کر پریشان ہو جائیں گے۔ پلیز یار!"

معیز نے محبت بھرے لہجے میں کہا تو وہ اسے مطمئن کرنے کے لیے مسکرا دی۔

✡ ✡ ✡

شادی کے ہنگامے ختم ہوئے۔ آہستہ آہستہ سب مہمان رخصت ہوئے گھر اپنی پہلے والی روٹین پر آگیا لیکن اس روٹین میں جویریہ کی صورت میں بہت اچھا اضافہ ہوا تھا۔ صرف ایک فرد کے اضافے سے ہی گھر میں رونق ہوگئی تھی۔ جویریہ تھی ہی اتنی اچھی۔ اس نے بہت جلد ہر کسی کے دل میں اپنی جگہ بنالی۔ سب سے زیادہ خوش بابا تھے۔ بہو کے متعلق جو نامعلوم سے خدشات کتنے عرصے سے ذہن میں کلبلا رہے تھے سب کا یکسر خاتمہ ہوگیا اور وہ برملا اس بات کا اعتراف بھی کرتے۔

"اس لڑکے نے زندگی میں پہلی بار کوئی عقل مندی کا فیصلہ کیا ہے ورنہ مجھے توقع نہیں تھی کہ اس کا انتخاب اتنا بہترین بھی ہو سکتا ہے۔" بابا بشاشت سے مسکراتے ہوئے کہتے۔

"بابا! اب ہمیں بھی موقع دیں۔ ہم بھی اتنی ہی عقلمندی سے فیصلہ کریں گے۔" معیز شرارت سے کہتا تو وہ مسکرا دیتے۔

کبھی معید' جویریہ کو چھیڑتا۔ "سچ سچ بتایئے بھابی! آپ نے تو یونیورسٹی میں مغیث کو اچھی طرح دیکھ رکھا تھا پھر بھی شادی پر راضی ہوگئیں۔"

"تم لوگ یقین تو نہیں کرو گے لیکن سچ تو یہ ہے کہ میں انہیں شکل سے تو جانتی تھی' لیکن نام مجھے پہلی بار جب پتا چلا جب ماہا ہمارے گھر آئی تھی۔" جویریہ ہنس کر کہتی۔

"اف کیا وقت تھا وہ' ویسے جیہ کتنی خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھیں آپ مغیث کو۔" ماہا کو یاد آیا تو کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔ جویریہ بھی مسکرا دی۔

"اچھا چھوڑو یہ باتیں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ آج شام کی دعوت میں مجھے کون سا سوٹ پہن کر جانا چاہیے۔ آخر خاص الخاص دعوت ہے۔"

اس بار جویریہ نے اسے چھیڑا تو وہ یک لخت چپ ہوگئی۔ نئے شادی شدہ جوڑے کے اعزاز میں سکندر انکل نے سب گھر والوں کو ڈنر پر انوائٹ کیا تھا۔

"میرا خیال ہے وہ بلیو والا پہن لیں۔ آپ پر بہت سوٹ کرتا ہے۔" اس نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

"اچھا اور تم کیا پہنو گی؟"

"میں؟" وہ بمشکل مسکرائی۔ "میں تو جا ہی نہیں رہی۔"

"ارے واہ' سکندر انکل نے بطور خاص تمہارا نام لیا تھا۔" جویریہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"اچھا نہیں لگے گا جیہ! منگنی کے بعد میں ایک بار بھی ان کے ہاں نہیں گئی۔ ہاں پہلے جب انکل اکیلے رہتے تھے تو کبھی کبھار بابا کے ساتھ چلی جاتی تھی۔" اس نے ٹالنا چاہا۔

جویریہ اسے بغور دیکھ رہی تھی۔

"اچھا چلو' ٹھیک ہے۔" اس نے زیادہ اصرار نہ کیا۔

✡ ✡ ✡

"کل سکندر انکل ناراض ہو رہے تھے کہ تم کیوں نہیں آئیں۔" جویریہ نے اسے مخاطب کیا۔ اس وقت گھر میں وہ اور جویریہ ہی تھے۔

"اور پتا ہے تمہارے نہ آنے پر عون کو بھی بہت مایوسی ہوئی۔ میرے خیال میں سب سے زیادہ کمی تو اسی نے محسوس کی۔" جویریہ نے شرارت سے کہا۔

"ناممکن۔" وہ پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے بولی۔

"کیوں ناممکن بھئی۔ آخر منگیتر ہے تمہارا۔ ویسے ماہا! تم خوش قسمت ہو۔ اتنا ڈیسنٹ اور ڈیشنگ شخص ملا ہے تمہیں۔ مجھے تو واقعی بہت اچھا لگا ہے عون۔" جویریہ نے کھلے دل سے تعریف کی۔

"پلیز جیہ! کوئی اور بات کریں۔" اس نے آہستگی سے کہا۔ جویریہ کچھ دیر خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

"ماہا! کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ لوگوں کی صحیح پہچان کے لیے ایک عمر بھی کم ہوتی ہے اور کچھ کہتے ہیں کہ ایک نظر ہی انسان کو اندر تک جان لینے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ میری شادی کو تقریباً" ایک مہینہ ہونے کو آیا ہے۔ تمہارا میرے متعلق کیا خیال ہے؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کیا مطلب جیہ؟" اس نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"مطلب یہ کہ میں تمہیں کیسی لگتی ہوں۔ مجھ پر اعتماد کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔" اس کی سنجیدگی میں ہنوز کوئی فرق نہ پڑا تھا۔

"آپ کیسی باتیں کررہی ہیں جیہ! میں آپ پر اعتماد نہیں کروں گی تو کس پر کروں گی۔ آپ میری بھابی، بہن، دوست سب ہی کچھ تو ہیں۔" اس نے جویریہ کے ہاتھ تھام لیے تھے۔

"اتنا سب کچھ سمجھنے کے باوجود تم اپنے دل کی بات مجھ سے شیئر کیوں نہیں کرتیں؟"

"کیسی بات؟" اس نے نگاہیں چرائیں۔

"میں پچھلے کئی دنوں سے نوٹ کررہی ہوں کہ تمہارے اور عون کے تعلق میں کچھ ہے۔ اس کے ذکر پر تمہارا ردِعمل بہت عجیب سا ہوجاتا ہے نہ سمجھ میں آنے والا، تم اس کے متعلق، بات کرتے ہوئے کتراتی ہو۔ حالانکہ میں شادی کے بعد عون سے تین چار مرتبہ مل چکی ہوں۔ مجھے تو اس میں کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں لگی جس کی بنیاد پر اسے ناپسند کیا جائے۔ میرے خیال میں وہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ انسان ہے جو کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل ہوسکتا ہے پھر تم اسے کیوں ناپسند کرتی ہو؟" جویریہ نے الجھ کر پوچھا۔

"میں اسے ناپسند نہیں کرتی جیہ! وہ مجھے ناپسند کرتا ہے۔" اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئی تھیں۔

"ہائیں، کیا مطلب؟" جویریہ کے لیے یہ انکشاف حیران کن تھا اور اتنے دنوں سے وہ جو راز اپنے سینے میں چھپائے پھر رہی تھی آج ایک ہمدرد پاکر ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔

وہ دھیرے دھیرے سب کچھ بتاتی چلی گئی۔ جویریہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے خاموشی سے سنتی رہی۔

"اب آپ ہی بتائیں جیہ! کیا میں نے کوئی غلط کام کیا ہے، کیا زندگی بھر کے تعلق میں اس زبردستی کی گنجائش ہوتی ہے۔ عون میں تو ہمت نہیں تھی تو میں نے ہی یہ قدم اٹھالیا۔" اس نے جویریہ سے تائید چاہی۔

"لیکن فی الحال تو عون نے کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا ہے۔ اس کی طرف سے خاموشی، رشتہ برقرار رکھنے کا اظہار کرتی ہے۔" جویریہ پرسوچ انداز میں بولی۔

"یہی سب کچھ سوچ کر تو میرا دماغ ماؤف ہوجاتا ہے۔" وہ بے بسی سے بولی۔ "میں یہ تو نہیں کہوں گی ماہا کہ تم نے غلط کیا۔ یہ ضرور کہوں گی کہ جلد بازی میں کیا۔ تمہیں کسی کو تو اعتماد میں لینا چاہیے تھا۔ بھائیوں کو نہ سہی بابا سے بات کرتیں۔ کم از کم کوئی عون سے جواب طلب کرتا کہ وہ واقعی اس رشتے پر ناخوش ہے یا یہ تمہارا وہم ہے۔"

"وہم؟ وہم کیسے ہوسکتا ہے جیہ! میں نے عروج کی [illegible] ایک بات تو بتائی ہے آپ کو۔" اس نے ان ہی بات پر [illegible] دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ماہا! وہ لڑکی اپنی طرف سے سچ میں جھوٹ کی آمیزش بھی تو کرسکتی ہے۔ صرف سنی سنائی باتوں پر اعتبار کرنا کوئی عقل مندی تو نہیں۔" جویریہ نے اسے خلوص سے سمجھایا۔

"جیہ! وہ لڑکی عون کی کزن ہے۔ وہ مجھ سے جھوٹ کیوں بولے گی۔" اس نے باور کرایا۔

"اچھا یہ بتاؤ، کتنی پرانی دوستی ہے تمہاری اس کے ساتھ؟" جویریہ نے پوچھا۔

"زیادہ پرانی تو نہیں۔" اس نے اعتراف کیا۔

"شادی میں آئی تھی۔" اس نے پرسوچ انداز [illegible] پوچھا۔

"نہیں، بلایا تو تھا پر آئی نہیں۔" ماہا نے بتایا۔ جویریہ خاموشی سے کچھ سوچتی رہی۔

"آپ کی خاموشی مجھے نروس کررہی ہے جیہ! کیا میں نے کچھ غلط کردیا۔" وہ گھبرا رہی تھی۔

"اگر کچھ غلط کر بھی دیا ہے تو فکر نہ کرو۔ سب ٹھیک ہوجائے گا۔" جویریہ نے اس کے ہاتھ تھپک کر تسلی دی۔

✡ ✡ ✡

"تھینک یو بھابی! تھینک یو سو مچ، آپ نے میری بہت بڑی مشکل حل کردی۔" عون ہنستے ہوئے جویریہ کا شکریہ ادا کررہا تھا۔

"تمہاری مشکل تو حل کردی۔ میری نند کی مشکل کون حل کرے گا۔ اگر کہو تو تمہاری وضاحت پہنچادوں اسے؟" فون کے دوسری طرف جویریہ بھی ہنس رہی تھی۔

"نہیں بھابی پلیز۔ آپ نے ماہا سے کچھ نہیں کہنا۔ اس کے دل میں بہت غلط فہمیاں ہیں۔ انہیں میں ہی دور کروں گا۔" عون نے فوراً" کہا۔

"اچھا تو پھر کب آرہے ہو ہماری طرف؟" جویریہ نے پوچھا۔

"بھابی! کل تو میں آفس کے کام سے اسلام آباد جارہا ہوں۔ تین چار روز تک واپسی ہے میری۔ مگر آپ کو اسے کچھ نہیں بتانا۔" عون نے دوبارہ تاکید کی۔

"اچھا بابا ٹھیک ہے۔ میں فون رکھ رہی ہوں کیونکہ سامنے سے ماہا آرہی ہے۔ اللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ بھابی۔" اس نے بھی موبائل آف کرکے سائڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔ ذہن ہلکا پھلکا ہوگیا تھا اور ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

ذہن کے پردے پر پریشان پریشان سی ماہا کی شبیہہ لہرائی۔

"بے وقوف لڑکی۔" اسے اس کی حماقتوں پر غصہ بھی آرہا تھا اور پیار بھی۔

✡ ✡ ✡

ماہا رحمٰن۔ اس لڑکی سے وہ تب بھی اچھی طرح واقف تھا جب امریکہ میں تھا۔ رحمٰن احمد اس کے بابا کے بہترین دوست تھے اور ماہا ان کی اکلوتی بیٹی۔ بابا کی زبان سے وہ اکثر و بیشتر اس کا ذکر سنتا رہتا تھا۔

"بہت سمجھ دار بیٹی ہے رحمٰن کی۔ ماں کے مرنے کے بعد سارا گھر سنبھال رکھا ہے۔ مجھ سے بھی بہت محبت اور ادب سے پیش آتی ہے۔" بابا اکثر فون پر اس کا تذکرہ کرتے تھے۔ وہ اگرچہ واضح طور پر کچھ نہ کہتے تھے پھر بھی وہ ان کی اس گفتگو کے پس منظر سے پوری طرح آگاہ تھا۔ امی کے بعد بابا کی زندگی کا واحد مقصد ایک عدد خوبصورت، خوب سیرت اور سلیقہ مند بہو کی تلاش تھا جو ان کے گھر کو دوبارہ سے گھر بنادے۔

بابا کی بات چیت سے اندازہ ہوتا تھا کہ ماہا میں یہ ساری خوبیاں بدرجۂ اتم پائی جاتی ہیں۔ لیکن وہ بابا کی باتیں سن کر دانستہ نظرانداز کردیتا تھا۔ وہ بے شک بہت تابعدار بیٹا تھا لیکن اتنا بھی نہیں کہ ایک نظر دیکھے بغیر محض بابا کی پسند پر جیون ساتھی کا انتخاب کرلے۔ پھر بابا کے اصرار پر وہ امریکہ سے مستقل طور پر پاکستان آگیا۔ پاکستان میں اس کی تعلیمی صلاحیت کے مطابق اسے زبردست سی جاب کی آفر ہوئی تھی اور پھر وہ بابا کے بغیر زیادہ عرصہ رہ بھی نہیں سکتا تھا۔ سو اسے پاکستان آنا ہی پڑا۔

بابا نے اس کے آنے کی خوشی میں گرینڈ پارٹی دی تھی اور اس گرینڈ پارٹی میں وہ پاکستانی لڑکیوں کے طور طریقے دیکھ کر حیران رہ گیا تھا۔ بہت سی ماؤں نے اپنی بیٹیوں کا اس سے خود تعارف کروایا۔ بے تحاشا فیشن ایبل لڑکیاں، اپنی نسوانی انا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کے گلے کا ہار بن رہی تھیں۔

پھر اس کی نظر بالکل ایک طرف کو بیٹھی اس من موہنی صورت والی لڑکی پر پڑی۔ پنک سوٹ میں چار، پانچ بچوں کے درمیان گھری ہوئی اس لڑکی نے ایک لمحے میں ہی اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرالی تھی۔ ایک گل گوتھنے سے بچے کو وہ گود میں اٹھا کر چوم رہی تھی، باقی بچوں کو اپنے اردگرد بٹھا رکھا تھا۔ ان کی باتوں پر بے تحاشا ہنستے ہوئے وہ لڑکی اسے اس پورے ہجوم سے منفرد لگی۔ پھر کسی نے اسے نام لے کر پکارا تھا۔

"ماہا!" نام سن کر اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ تو یہ تھی ماہا رحمٰن، رحمٰن انکل کی بیٹی۔ پتا نہیں کیوں جب بھی بابا اس کے متعلق بتاتے تھے تو اس کے ذہن میں سنجیدہ مزاج، سگھڑ، آپا ٹائپ لڑکی کا خاکہ کھنچ جاتا تھا۔ وہ اس کے تصور سے بالکل مختلف نکلی تھی۔ بابا کا انتخاب یقیناً لاجواب تھا۔ اسے بابا پر بے ساختہ پیار آیا تھا۔ اس کے بعد وہ لاشعوری

طور پر اسی کی طرف متوجہ رہا۔ ایک، دوبار اس کی ٹیبل کے پاس سے گزرا بھی، لیکن وہ بچوں میں اتنی محو تھی کہ آس پاس کے لوگ اور نظارے اس کے لیے قطعی غیر اہم تھے۔

"نگی باجی! بنٹی کو تو آپ گھر ہی چھوڑ آئیں۔ لے آتیں تو کتنا مزہ آتا۔"

وہ اپنے ساتھ بیٹھی خاتون سے مخاطب تھی۔ چار پانچ بچوں کی موجودگی کے باوجود یہ شکوہ اسے اتنا دلچسپ لگا کہ وہ اپنے ہونٹوں پر آئی ہنسی نہ روک سکا۔ پھر بابا نے اسے آواز دے کر بلایا تھا۔ وہ کسی اور سے تعارف کروا رہے تھے۔

پندرہ بیس منٹ بعد جب وہ دوبارہ وہاں سے گزرا تو وہ نظر نہیں آئی۔ غالباً" چلی گئی تھی اس کے جانے کے بعد ساری تقریب اسے پھیکی پھیکی سی لگی۔

پارٹی کے بعد ایک ہفتے کے اندر اندر ہی اس کے کئی پروپوزل آگئے۔ ان پروپوزلز میں سے ایک پروپوزل شیبا آنٹی کی عروج کا بھی تھا۔ شیبا آنٹی نے چھوٹی خالہ کے ذریعے پیغام کہلوایا تھا۔ بابا نے فیصلے کا سارا اختیار اسے دے دیا تھا۔ اس نے رسمی طور پر بھی سوچنے کی مہلت نہ لی۔ پارٹی کے بعد عروج سے اس کی کئی ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ وہ موقع بے موقع اس سے ملنے چلی آتی تھی۔ اور وہ ناگواری کے باوجود اسے کبھی ٹوک نہ سکا لیکن اب چھوٹی خالہ کے ذریعے واضح اور دوٹوک انکار کہلوا دیا۔

"عروج سے بہتر لڑکی تمہیں نہیں مل سکتی۔ خوبصورت ہے۔ ماڈرن ہے۔ ہائی سوسائٹی میں مو کرنا جانتی ہے۔ تمہارے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چل سکے گی۔" انہوں نے اسے قائل کرنا چاہا۔

"سوری خالہ! جو باتیں آپ کر رہی ہیں وہ میری ترجیحات میں کبھی بھی شامل نہیں رہیں۔" اس نے قطعیت سے کہا۔

"اچھا' کیسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو؟" انہوں نے حیرت سے پوچھا۔

"بس ایک سیدھی سادی لڑکی سے۔" وہ دلکش انداز میں مسکرا دیا۔

"سیدھی سادی لڑکی' بہت خوب' کہاں سے ملے گی تمہیں؟" خالہ واضح طور پر مذاق اڑا رہی تھیں۔

"مل گئی ہے۔" اس نے ان کے لہجے کا برا نہ مانا تھا۔

اس کی امی کے خاندان کے تقریباً" سب لوگ ہی ایسے تھے۔ پتا نہیں امی ان سب سے اتنی مختلف کیسے تھیں۔ وہ ہمیشہ یہی سوچتا تھا۔

بہرحال خالہ جواب لے کر چلی گئیں۔ اس کے بعد ننھیال کی طرف سے واضح طور پر سرد مہری کا رویہ اپنایا گیا۔ بابا کو اس کے انکار کا پتا چلا تو اسے بلایا۔

"تم نے کہیں میری وجہ سے تو انکار نہیں کیا۔ اگر تمہیں عروج پسند ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" بابا نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"نہیں بابا! مجھے عروج بالکل پسند نہیں' اتفاق سے اس معاملے میں آپ کی اور میری فریکوئنسی ایک ہی جگہ آکر سیٹ ہو گئی ہے۔" اس نے مسکراتے ہوئے اعتراف کیا۔

"یعنی؟" بابا نے متحیر ہو کر اس کی جانب دیکھا۔

"یعنی ماہا۔" اس نے ان کا جملہ مکمل کیا۔

"رحمٰن کی بیٹی؟" بابا کو یقین ہی نہ آرہا تھا کہ ان کے دل کی خواہش یوں پوری ہو گی۔ اس نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ وہ بے انتہا خوش ہو گئے تھے۔

"بہت پیاری بچی ہے۔ نیک اور سعادت مند۔ اسے دیکھ کر ہمیشہ مجھے یہ خیال آتا تھا کہ کاش میری بھی ایک بیٹی ہوتی۔ میں کل ہی جاؤں گا رحمٰن سے بات کرنے۔"

وہ ایک دم پر جوش ہو گئے تھے۔ اور کہنے کے مطابق وہ اگلے روز ہی پروپوزل لے کر پہنچ گئے تھے۔

پھر دونوں دوستوں نے باہمی مشورے سے منگنی تک کا دن طے کر لیا۔ منگنی کیا ہوئی تھی محض ایک رسم تھی۔ سکندر صاحب بڑی پھوپھو کے ساتھ جا کر اسے انگوٹھی پہنا آئے' ایک ہفتے بعد رحمٰن صاحب وغیرہ ان کی طرف آئے۔ مغیث' معیز وغیرہ سے اس کی خاصی بے تکلفی ہو چکی تھی۔ کھانے کے بعد بزرگوں کی محفل جم گئی۔

"میرے خیال میں اب ہمارا یہاں کوئی کام نہیں رہ گیا ہے۔ چلنا چاہیے۔" مغیث نے رائے ظاہر کی۔

"چلو عون! تم بھی ہمارے ساتھ۔ اس بہانے گھر بھی دیکھ لوگے۔ ابھی تک گھر آنا نہیں ہوا تمہارا۔" معیز نے تجویز دی تھی۔ اس تجویز کو ماننے میں اسے کیا تامل ہو سکتا تھا۔

گھر دیکھنے کی تو کوئی خاص خواہش نہیں تھی' البتہ مستقبل کی گھر والی کو دیکھنے کو جی مچل رہا تھا۔ تمام راستے یہی دعا کرتا گیا کہ کاش ماہا کی ایک جھلک دکھائی دے جائے اور دعا قبول ہو گئی تھی۔ جیسے ہی وہ مغیث وغیرہ کے ساتھ لاؤنج میں داخل ہوا وہ سامنے صوفے پر پاؤں چڑھا کر بیٹھی

تھی۔ شروع میں اس کی نظر عون پر نہیں پڑی تھی جب ہی اس نے با آواز بلند منگنی دھوم دھام سے نہ ہونے کا شکوہ کیا تھا۔ پھر اس نے اسے اندر آتے دیکھا تو کچھ ہکا بکا رہ گئی تھی وہ یقیناً اسے پہچان نہ پائی تھی اور جب پہچانا تو بوکھلا کر کمرے سے باہر بھاگی تھی۔

اس کی بوکھلاہٹ دیکھ کر بے ساختہ مسکراہٹ عون کے لبوں کو چھو گئی۔ اس کے بعد وہ گھنٹہ بھر وہاں رکا تھا۔ ماہا کو ایک نظر مزید دیکھنے کو دل کر رہا تھا لیکن وہ دوبارہ اندر نہیں آئی۔

پھر تھوڑے دنوں بعد قسمت نے ایک اور موقع فراہم کیا۔ جب رحمٰن صاحب نے ڈنر پر انوائٹ کیا تھا۔ اس دن عین موقع پر آفس سے کال آ گئی۔ ڈیلی گیشن ریسیو کرنے کی ذمہ داری اس کے کولیگ محسن کی تھی۔ مگر اس کی وائف ہاسپٹل میں ایڈمٹ تھی۔ مجبوراً اسے ایئرپورٹ جانا پڑا۔ ڈنر اٹینڈ نہ کرنے کا افسوس بہت ہو رہا تھا اور اس وقت سوا ہو گیا جب بابا نے رات گئے اس کی واپسی پر تفصیلات بتانا شروع کیں۔

"آج ماہا بہت پیاری لگ رہی تھی۔ اور کھانا تو بہت ہی لاجواب پکایا تھا۔ خصوصاً بریانی بہت مزیدار تھی اور کھیر تمہاری پسند کے مطابق۔"

"افوہ بابا! کھانے کی بات چھوڑیں وہ پہلے والی بات بتائیں نا۔" اس نے ان کی بات کاٹی تھی۔

"پہلے والی بات؟" بابا جان بوجھ کر انجان بنے۔

"جی، کیسی لگ رہی تھی ماہا؟" اس نے رسمی جھجک بالائے طاق رکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو۔ خود چل کر دیکھتے کہ کتنی پیاری لگ رہی تھی۔ تمہارے نہ آنے پر تھوڑی سی مایوس بھی تھی۔"

بابا نے کہا تو اسے گہرے ملال نے آن گھیرا۔ ساتھ ساتھ یہ احساس بھی خوش کن سا تھا کہ وہ آج اس کے لیے تیار ہوئی تھی۔ اس کا انتظار کیا تھا۔

"صبح ماہا سے فون پر بات کر لوں؟" اس نے بابا سے پوچھا تو وہ ہنس پڑے۔

"کر لینا۔ پہلے رحمٰن سے سلام دعا کرنی پڑے گی۔ پھر مغیث، معیز وغیرہ سے گپیں لگانا پڑیں گی۔ اس کے بعد اگر ہمت پکڑو تو کسی سے کہہ کر ماہا کو بھی لائن پر بلوا لینا۔"

بابا صاف صاف مذاق اڑا رہے تھے لیکن یہ ساری باتیں سچ تھیں۔ وہ جب بھی اس سے بات کرنے یا ملنے کا سوچتا چار بھائیوں کی موجودگی اسے خائف کر دیتی۔ حالانکہ دوستی سب کے ساتھ ہی خوب ہو چکی تھی۔

پھر ایک دن مغیث کے ساتھ ایک کام سے یونیورسٹی جانا تھا۔ وہ اسے لینے گھر پہنچا تو۔ گیٹ ماہا نے کھولا تھا۔ بہت گھریلو حلیے میں، ایک ہاتھ میں بھٹا تھامے، وہ یقیناً اس کے سامنے کے لیے قطعی تیار نہ تھی جس بری طرح وہ بوکھلائی تھی عون نے مزید کچھ کہنے کا ارادہ ہی ملتوی کر دیا۔ حالانکہ موقع اچھا تھا وہ کوئی ہلکی پھلکی بات کر سکتا تھا لیکن ماہا کی گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ کسی ہلکی پھلکی بات کی بھی متحمل نہ ہو سکتی تھی۔

پھر ایک دو بار اسے بابا کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا تو اسے پہلے سے کچھ مختلف لگی۔ الجھی الجھی، ناراض سی اس کے بعد بہت عرصے تک جانے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ جس روز مغیث کی بات طے کرنے کے لیے اس کے سسرال والے آئے تو رحمٰن صاحب نے اسے اور بابا کو بھی مدعو کیا۔ کھانے کے بعد جب مغیث وغیرہ کے ساتھ لاؤنج میں محفل جمی ہوئی تھی تب وہ اتفاقاً وہاں سے گزری اسے دیکھتے کے ساتھ ہی اس نے مسکراتے ہوئے با آواز بلند اسے سنانے کی کوشش کی تھی۔

"شادی تو پسند سے ہی کرنی چاہیے ورنہ ساری عمر کے لیے پچھتاوا رہ جاتا ہے۔" معنی خیز سا جملہ اور انداز تھا اس کا۔

چار بھائیوں کی موجودگی میں اظہار پسندیدگی کا اس سے محفوظ طریقہ اور بھلا ہو بھی کیا سکتا تھا۔ لیکن اس فقرے کو سنتے ہی ماہا کے چہرے پر بہت عجیب تاثرات نمودار ہوئے تھے، وہ واقعی الجھ گیا۔ اس کے ساتھ کوئی مسئلہ تھا ضرور لیکن کیا تھا اس کا اسے بالکل اندازہ نہ تھا۔ پھر ایک دن اس نے اسے فون کرنے کی ہمت کر ہی ڈالی۔ صغریٰ نے فون اٹھایا تھا اس نے اسے خاص طور پر تاکید کی تھی کہ وہ اس کا نام بتائے بغیر اسے بلا دے۔

کچھ دیر تک ماہا نے غلط فہمی میں بات کی تھی وہ مزے سے سنتا رہا پھر جب اس نے اپنا تعارف کروایا تو وہ یک لخت چپ ہو گئی۔ وہ تصور میں اس کی گھبرائی ہوئی شکل دیکھ سکتا تھا۔ وہ مغیث کو بلانے کے درپے تھی اور اس بات پر وہ جھنجلا گیا۔ قسمت نے پہلی بار موقع فراہم کیا تھا۔

"ماہا میں تم سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے

جھنجلاتے ہوئے اسے پکارا تھا۔ مگر ماہا نے مزید کوئی بات کیے بغیر رابطہ منقطع کر دیا تھا۔ اس نے بھی ٹھنڈی سانس لے کر فون رکھ دیا۔ اس لڑکی سے شادی سے پہلے بات کرنے کی کوشش ہی فضول تھی۔ اسے غصہ بھی آ رہا تھا اور ہنسی بھی۔

"اوکے ماہا ڈیر، ایک بار شادی تو ہو لینے دو۔ گن گن کر بدلے لوں گا۔" اس نے ہنستے ہوئے سوچا۔

پھر اس روز جب وہ آفس کے کام میں بری طرح منہمک تھا تب بابا نے فون پر تاکید کی تھی کہ وہ واپس جاتے ہوئے انہیں بھی رحمٰن صاحب کے ہاں سے پک کر لے۔ بابا کے فون آنے کے بعد اس نے طوفانی انداز میں کام نمٹایا تھا۔ اسے اپنے اوپر حیرت بھی ہوتی تھی کہ ماہا کی صرف ایک جھلک دیکھنے کے لیے ہی اس کا دل اتنی بری طرح کیوں بے تاب ہو جاتا ہے۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ بابا معیز کے ساتھ گھر چلے گئے ہیں۔ انکل بھی نماز پڑھنے گئے ہوئے تھے۔ مغیث وغیرہ میں سے کوئی بھی گھر پر موجود نہ تھا۔ اصولاً اسے فوراً چلے جانا چاہیے تھا لیکن وہ ڈھیٹ بنا بیٹھا رہا۔ پھر ماہا اندر داخل ہوئی تھی۔ اسے شدید حیرت نے آ لیا۔ اور یہ حیرانی اس وقت سوا ہو گئی جب ماہا نے اسے خود مخاطب کیا۔

اور اس کے بعد جو کچھ اس نے کہا وہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ سب سے پہلے تو انگلی سے انگوٹھی اتار کر اس نے اس کے سامنے میز پر رکھ دی۔ اس غیر متوقع بات کے لیے اس کے فرشتے بھی تیار نہ تھے۔ وہ اسے کچھ بولنے کا موقع دیے بغیر خود ہی بولتی گئی۔ اس کی بیشتر باتیں عون کے سر پر سے گزر رہی تھیں۔ پھر جب اس نے کہا۔

"میری طرف سے یہ تعلق ختم ہے۔ آپ مناسب الفاظ میں انکل کو بتا دیجئے گا۔" یہ سن کر اس کا دماغ سن رہ گیا تھا۔

ماہا کی باتوں نے اسے ساری رات سونے نہ دیا۔

وہ اسے کیسا حق دینا چاہ رہی تھی۔ اس کی کس بات سے وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوئی تھی کہ وہ اس رشتے سے ناخوش ہے، سوچ سوچ کر دماغ شل ہو گیا تھا۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ خود کسی اور میں انٹرسٹڈ ہو اور الزام میرے سر رکھ کر اپنے آپ کو بری الذمہ کرنا چاہتی ہو۔" دماغ میں ایک خیال یہ بھی آیا تھا لیکن دل نے یہ بات تسلیم کر کے ہی نہ دی۔ ماہا سے اپنی پہلی ملاقاتیں یاد تھیں۔

اس کا سامنا ہونے پر بوکھلاہٹ کے باوجود جو رنگ اس کے چہرے پر بکھرتے تھے ان کے بعد کسی سوال کی گنجائش ہی نہیں بچتی تھی پھر یکایک یہ کیا ہو گیا۔ وہ جتنا سوچ رہا تھا اتنا الجھ رہا تھا۔ ماہا سے تفصیلی بات کیے بغیر اس مسئلے کو سلجھانا ناممکن تھا اور اس سے بھی زیادہ ناممکن کام ماہا سے تفصیلی بات کرنے کا موقع تلاش کرنا تھا۔ وہ کسی کے علم میں لائے بغیر یہ کام کرنا چاہتا تھا۔ عقل مندی کا تقاضا یہ ہی تھا کہ بات اس کے اور ماہا کے درمیان ہی رہے۔ ساتھ ساتھ اس بات کا دھڑکا بھی لگا ہوا تھا کہ وہ احمق لڑکی اپنے اوٹ پٹانگ خیالات کسی اور سے شیئر نہ کر لے۔ اس ذہنی کشمکش کا وقتی خاتمہ اس روز ہوا جب بابا نے بتایا۔

"آج میں رحمٰن کے گھر گیا تھا۔ وہ بھی اس حق میں ہے کہ شادی جلد ہونی چاہیے مغیث کے سسرال والوں سے بات کر کے اب ہم قریب کی کوئی تاریخ رکھ رہے ہیں۔"

اس کے ذہن سے جیسے کوئی بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا۔

"ٹھیک ہے ماہا بی بی۔ اب تھوڑے دنوں کی بات ہے جب آپ قانونی اور شرعی طریقے سے میری زندگی میں شامل ہو جائیں گی تو میں تمہاری ساری حماقتوں کا جواب دوں گا۔ احمق لڑکی، سمجھتی ہے کہ میں اس کے ساتھ پر راضی نہیں ہوں۔"

آنے والے وقت کا تصور کر کے اس کے لب آپ ہی آپ مسکرا اٹھے تھے۔ ذہن ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔ چند روز بہت خوش گوار موڈ میں گزرے۔ پھر مگر کچھ دن بعد رات کے کھانے پر بابا کچھ چپ چپ سے لگے۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی؟" اس نے استفسار کیا۔

"ہاں۔" انہوں نے مختصر جواب دیا۔

"آج رحمٰن آیا تھا۔" قدرے توقف کے بعد انہوں نے بتایا۔ رحمٰن صاحب کی آمد کوئی اتنا غیر معمولی واقعہ نہیں تھی لیکن بابا کے اداس سے چہرے نے اسے ایک دم چوکنا کر دیا۔

"کیا کہہ رہے تھے؟" اس نے فوراً پوچھا۔ جواباً انہوں نے ساری بات اسے بتا ڈالی۔

"ناٹ ایٹ آل بابا! کیسے ہو سکتا ہے یہ جب طے تھا کہ مغیث کی شادی کے ساتھ ہی ماہا کی بھی رخصتی ہو گی تو پھر اب؟" اسے شدید غصے نے آ لیا۔

"طے تو تھا بیٹا! لیکن رحمٰن، ماہا کی محبت میں مجبور ہو گیا

ہے پھر ماہا کا کہنا بھی درست ہے بچی کی زندگی میں پہلا خوشی کا موقع آیا ہے۔ وہ بھائی کی شادی میں اپنے ارمان پورے کرنا چاہتی ہے۔" بابا تحمل سے سمجھا رہے تھے۔

"لیکن بابا!"

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔ میں نے مان لی ہے رحمٰن کی بات' پھر دو چار مہینوں کے آگے پیچھے سے فرق بھی کیا پڑتا ہے۔"

"بہت فرق پڑتا ہے بابا!" وہ کچھ بے بسی سے بولا تھا۔ اس احمق سی ماہا سے اس قدر چالاکی کی اسے ہرگز توقع نہ تھی۔

"ویسے بیٹا جی! میں تو سمجھتا تھا کہ تمہاری شادی کی مجھے ہی جلدی پڑی ہے۔ اب معلوم ہوا کہ تم تو مجھ سے بھی زیادہ بے تاب نکلے۔" بابا اسے چھیڑ رہے تھے۔ وہ بمشکل مسکرایا۔ اب بابا کو کیا بتاتا کہ اس بے تابی کی اصل وجہ کیا ہے۔

اگلا پورا ہفتہ اس نے ماہا سے رابطے کی سرتوڑ کوشش کی تھی۔ غلط فہمی کا فوری ازالہ ضروری تھا ورنہ اس کی حماقتوں کا سلسلہ دراز ہو سکتا تھا لیکن باوجود کوشش کے ماہا سے بات نہ ہو پائی تھی۔ گھر پر فون کرنے کی صورت میں رحمٰن صاحب یا معیز وغیرہ سے بات ہوتی وہ غلطی سے بھی فون نہیں اٹھاتی تھی۔ ایک دو بار بابا کے ساتھ گھر گیا تو وہ گھر پر بھی موجود نہ تھی۔

"بچے شاپنگ کرنے گئے ہیں۔" بابا کے استفسار پر رحمٰن صاحب بتاتے۔ یہ ساری صورت حال اس کو مزید پریشان کرنے کے لیے کافی تھی پھر آفس کی طرف سے سنگاپور اور ملائیشیا جانے کے لیے ہیڈ آفس نے اس کی سلیکشن کی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اسے رضامندی ظاہر کرنا پڑی اور ایک طرح سے یہ اچھا ہی تھا ایک ڈیڑھ ماہ تک کا عرصہ قدرے سکون میں گزرا۔

پھر جب پاکستان واپس آیا تو مغیث کی شادی بخیر و خوبی انجام پا چکی تھی۔ صرف ولیمے کا فنکشن باقی تھا۔ ولیمے میں اس کی آمد ماہا کے لیے قطعی غیر متوقع تھی۔ وہ اپنی کزنز کے جھرمٹ میں کھڑی تھی اور ناقابل یقین حد تک خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔ وہ معید کے ساتھ باتیں کر رہا تھا پھر بھی اس کی طرف دیکھنے سے خود کو باز نہ رکھ پا رہا تھا۔ پھر کسی کے توجہ دلانے پر ماہا نے اس کی طرف دیکھا تھا۔ وہ پہلے حیران ہوئی تھی اور پھر پریشان' اس کی کزنز اسے چھیڑ رہی تھیں۔ اور ذرا دیر بعد ماہا کو چھوڑ کر وہ سب عون کی طرف آ گئی تھیں۔

سب نے اپنا تعارف کروایا تھا۔ اور ماہا کے حوالے سے اسے چھیڑ رہی تھیں۔ یہ یقین دلا رہی تھیں کہ وہ دنیا کا خوش قسمت ترین شخص ہے، جو اسے ماہا جیسی لڑکی کا ساتھ ملا ہے۔ وہ بھی ہنستے ہوئے ان کے شوخ فقروں کا جواب دے رہا تھا۔ موڈ خود بخود ہی خوشگوار ہو گیا تھا۔ اپنے نام کے ساتھ منسلک ماہا کا حوالہ جہاں دل کو خوش کن سا احساس عطا کر رہا تھا وہاں اس بات کی تسلی بھی تھی کہ اس بے وقوف لڑکی نے اپنی حماقتوں میں کسی اور کو شریک نہیں کیا ہے۔ وہاں موجود سب لوگ ہی اس سے بہت اپنائیت اور پیار سے ملے۔ ماہا البتہ بہت دل گرفتہ اور اداس دکھائی دے رہی تھی۔ اور اس کی اداس شکل دیکھ کر پچھلے کئی دنوں سے اس پر آیا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ اب اس معاملے کو مزید لٹکانے کے بجائے سنجیدگی سے حل کرے گا۔ ماہا اس کی بات نہ سنے تو وہ بابا اور رحمٰن صاحب کی مدد سے اس مسئلے سے نمٹے گا لیکن خوش قسمتی سے جویریہ بھابی سے ہونے والی ملاقاتوں نے اس بات کی نوبت ہی نہ آنے دی۔ ہنس مکھ اور ملنسار سی جویریہ بھابی پر پہلی ہی نظر میں اعتماد کر لینے کو جی چاہا۔

پھر اس نے انہیں سب کچھ بتا دیا۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس مسئلے کو سلجھانے میں ہر ممکن تعاون کریں گی اور آج آنے والے فون سے اس کی سب الجھنوں کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ عروج کے متعلق سن کر اسے افسوس تو ہوا مگر حیرت نہ ہوئی۔ اپنے ریجیکٹ کیے جانے کا اس نے خوب بدلہ لیا تھا۔ اصل غصہ اسے ماہا پر آ رہا تھا جو اس کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے یقین کرتی چلی گئی۔

اس نے جویریہ بھابی کو مختصر الفاظ میں عروج کے بارے میں بتا دیا تھا لیکن ماہا کو یہ سب کچھ بتانے سے سختی سے منع کر دیا۔ اتنا حق تو وہ یقیناً رکھتا تھا کہ اس کے دل میں اپنے متعلق پیدا ہونے والی بدگمانیوں کو خود ختم کرے۔

☼ ☼ ☼

سکندر صاحب کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی۔ ویسے تو وہ ہمیشہ سے ہی ہائی بلڈ پریشر کے مریض تھے لیکن اپنی پرہیز نہ کرنے والی عادت اور باقاعدگی سے دوا نہ لینے کی وجہ سے بی پی اچانک خطرناک حد تک شوٹ کر گیا تھا۔ اتفاق سے رحمٰن صاحب اس روز معید کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ معید انہیں فوراً "ہاسپٹل لے گیا۔ عون کے آفس بھی فون کر دیا گیا بروقت ٹریٹمنٹ سے انکل کی حالت سنبھل گئی تھی لیکن ڈاکٹرز نے علاج ختم ہونے تک مکمل ریسٹ کی تلقین کی تھی۔ بابا ہر دوسرے دن انکل کا حال پوچھنے جاتے تھے۔ معیز' نیب وغیرہ بھی موقع ملنے پر چکر لگا لیتے اور آج جویریہ اور مغیث بھی عیادت کر آئے تھے۔

"انکل کا مسئلہ بیماری نہیں بلکہ تنہائی ہے۔" رات کھانے کی میز پر جب سب ہی موجود تھے جویریہ نے اپنی رائے ظاہر کی۔

"ہاں' عون ویسے تو سکندر کا بہت خیال رکھ رہا ہے لیکن کام کی وجہ سے مجبور ہے صبح کا گیا شام کو آتا ہے۔ سارا دن سکندر اکیلے ہی گزارتا ہے۔ اس کی بہن بھی تین دن رہ کر کل چلی گئی ہے۔" بابا نے بھی جویریہ کی بات کی تائید کی تھی۔

"انکل' ماہا کا بہت پوچھ رہے تھے۔ میرے خیال سے تو ماہا کو بھی انکل کا حال پوچھنے جانا چاہیے۔" جویریہ نے موقع پا کر مطلب کی بات کی۔

"ہاں بیٹا! تمہاری بھابی صحیح کہہ رہی ہے۔ تمہیں بھی اپنے انکل کا حال پوچھنے جانا چاہیے۔" بابا نے جویریہ کی بات کی تائید کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا تو وہ ایک دم گڑبڑا گئی۔

"ٹھیک ہے بابا!" اثبات میں گردن ہلانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

بے شک انکل سے ملنے اور انہیں دیکھنے کو اس کا اپنا دل بھی چاہ رہا تھا۔ لیکن وہاں جانے میں سب سے بڑا خطرہ عون کا سامنا ہونے کا تھا اسی لیے اس کا جانے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ بابا بھی تاکید کر کے بھول گئے لیکن جویریہ کی یادداشت غضب کی تھی۔ اگلے روز شام کو جب وہ کسلمندی سے لاؤنج میں بیٹھی دو دن پرانا اخبار پڑھ رہی تھی تب جویریہ چلی آئی۔

"کیا بات ہے ماہا! تم تیار نہیں ہوئیں؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"کیوں؟ آج کیا خاص بات ہے۔ دیکھیے اگر مغیث آپ کو ڈنر کرانے لے جا رہا ہے تو پلیز ہمیشہ کی طرح مجھے مت گھسیٹیں۔ مجھے کباب میں ہڈی بننے کا کوئی شوق نہیں۔" اس نے شرارتی انداز میں بات ٹالی۔

"اچھا زیادہ بنو مت۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔" جویریہ مسکرائی۔

"بس پندرہ منٹ ہیں تمہارے پاس۔ معید اپنے انسٹیٹیوٹ جا رہا ہے۔ راستے میں تمہیں سکندر انکل کے ہاں چھوڑتا آئے گا اور واپسی میں....."

"جیہ پلیز' آپ سب لوگ پوچھ تو آئے ہیں انکل کا حال اور ویسے بھی اب ان کی طبیعت ٹھیک ہے' میرا جانا ضروری تو نہیں۔" اس نے لجاجت سے ان کی بات کاٹی۔

"ضروری ہے نا ماہا جی! بہت ضروری۔" جویریہ معنی خیز انداز میں مسکرائی۔

"دیکھو اگر تم عون کی وجہ سے گھبرا رہی ہو تو بے فکر رہو۔ وہ آج کل رات نو بجے سے پہلے کسی صورت واپس نہیں آتا۔ انکل بتا رہے تھے کہ آڈیٹرز کی ٹیم آئی ہوئی ہے۔ اسی لیے بہت مصروف ہے۔ پھر بابا نے بھی تو بطور خاص تاکید کی تھی۔ وہ تو آج بابا کو خود ٹمپریچر ہو رہا ہے ورنہ تم ان ہی کے ساتھ چلی جاتیں۔ بس اب اٹھ جاؤ جلدی سے۔" جویریہ نے اس کے ہاتھ سے اخبار کھینچا۔

"واپس کس کے ساتھ آؤں گی؟" وہ بادل نخواستہ اٹھی۔

"مغیث بس آنے ہی والے ہیں آفس سے۔ ایک گھنٹے بعد میں انہیں بھیج دوں گی تم فکر نہ کرو۔ جویریہ نے اسے یقین دہانی کروائی۔

"ماہا! جلدی کرو یار مجھے دیر ہو رہی ہے۔" معید نے بھی با آواز بلند کہا تو اسے افراتفری میں تیار ہونا پڑا۔

جویریہ نے خود ہی سوٹ منتخب کر کے اسے تھمایا تھا اور وہ واقعی پندرہ منٹ میں تیار ہو کر معید کے پیچھے بائیک پر براجمان تھی۔

"پلیز جیہ! مغیث کو جلدی بھیج دیجئے گا۔" گیٹ سے نکلتے نکلتے بھی اس نے تاکید کی تھی۔

☼ ☼ ☼

"سکندر انکل اسے دیکھ کر جس طرح خوش ہوئے تھے' وہ ان کی محبت دیکھ کر بری طرح شرمندہ ہو گئی۔

"بس اپنی بیٹی کی شکل دیکھ لی۔ طبیعت نے تو ٹھیک ہونا ہی ہے۔" اس کے حال پوچھنے پر انکل بشاشت سے مسکرائے تھے پھر کتنی ہی دیر تک وہ اس سے ہلکے پھلکے

موضوعات پر باتیں کرتے رہے۔

"صاحب! چائے لاؤں یا کولڈ ڈرنک؟" ملازم نے آ کر ادب سے پوچھا۔

"تم نہ تو چائے لاؤ نہ کولڈ ڈرنک۔ تمہارے ہاتھ کی چائے پی پی کر منہ کا ذائقہ خراب ہو گیا ہے آج تو میں اپنی بیٹی کے ہاتھ کی چائے پیوں گا۔" انکل نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔

"کیوں نہیں انکل! میں چائے بنا لاتی ہوں۔" وہ مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ صابر بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گیا تھا۔

"تم جاؤ صابر! کوئی اور کام کر لو۔ مجھے معلوم ہے چیزیں کہاں رکھی ہیں۔"

اس نے نرمی سے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا چلا گیا۔ یہ گھر اس کے لیے قطعی اجنبی نہ تھا۔ جن دنوں سکندر انکل اکیلے رہتے تھے وہ اکثر پاپا کے ساتھ آتی رہتی تھی۔ اسی کچن میں کھڑے ہو کر اس نے بہت دفعہ پاپا اور انکل کے لیے چائے بنائی تھی۔ لیکن آج احساسات قدرے مختلف تھے۔ ایک شخص کا احساس اس کی غیر موجودگی میں بھی پوری طرح حاوی تھا۔

اس نے چائے کا پانی چڑھایا ہی تھا کہ باہر ہارن کی آواز آئی۔ صابر گیٹ کھولنے لگا۔

"جیبہ نے مغیث کو کافی جلدی بھیج دیا۔" اسے ٹھیک ٹھاک حیرت ہو رہی تھی۔ اور اگلے چند لمحوں کے بعد یہ حیرت شدید ترین بوکھلاہٹ میں تبدیل ہو چکی تھی۔ باہر سے جس شخص کی آواز آ رہی تھی وہ اپنے اندر اس کے سامنے کی قطعی ہمت نہ پا رہی تھی۔

قدموں کی آہٹ کچن کے دروازے تک آ گئی تھی۔ وہ دروازے کی جانب پشت کیے ابلتے ہوئے قہوے پر نگاہیں جمائے ہوئے تھی۔ حتیٰ کہ پیچھے فریج کا دروازہ کھلنے کی آواز پر بھی اس نے مڑ کر نہیں دیکھا اور فریج سے پانی کی بوتل نکالتے ہوئے عون کو بے ساختہ ہنسی آ گئی۔ یہ سچ تھا کہ وہ کچن میں اس کی موجودگی کی توقع نہیں کر رہا تھا' بلکہ اسے تو دھڑکا ہی لگا ہوا تھا کہ وہ واپس نہ چلی گئی ہو۔ جس وقت جویریہ نے اسے فون کیا وہ اہم میٹنگ میں مصروف تھا۔ میٹنگ ختم ہونے سے پہلے ہی وہ بہانا بنا کر اٹھا تھا اور پھر تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتا گھر پہنچا تھا۔

"ماہا بی چلی گئیں؟"

صابر کو بریف کیس تھماتے ہوئے اس نے پہلا سوال ہی کیا تھا۔ صابر نے حیران ہوتے ہوئے نفی میں گردن ہلا دی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ بابا کے پاس بیٹھی ہوگی اسے یوں کچن میں کھڑا دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ وہ اس سے مخاطب ہونا ہی چاہتا تھا کہ صابر چلا آیا۔

"صاحب بلا رہے ہیں۔" صابر کے کہنے پر وہ ٹھنڈی سانس بھرتا ہوا باہر نکل گیا۔

ماہا نے سکون کا سانس لے کر اسے گردن موڑ کر جاتے ہوئے دیکھا۔ چند سیکنڈ میں ہی دل کی حالت عجیب ہو گئی تھی۔

"یہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہو رہا ہے ماہا رحمٰن۔" چائے کی ٹرے سیٹ کرتے ہوئے اس نے خود کو مخاطب کیا پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے انکل کے کمرے کا رخ کیا۔ اندر عون ہنستے ہوئے انکل سے کچھ کہہ رہا تھا۔ اسے آتا دیکھ کر انکل کھنکھارے۔

وہ ایک دم چپ ہو گیا۔ مسکراہٹ ابھی بھی ہونٹوں پر موجود تھی۔ اس نے سائڈ ٹیبل اٹھا کر درمیان میں رکھی۔ ماہا نے ٹرے ٹیبل پر رکھ کر انکل کو چائے کا کپ پکڑایا۔ وہ مزے سے صوفے پر براجمان اس کے ہاتھوں کی لرزش سے لطف اٹھاتا رہا۔ نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے ایک کپ عون کو بھی پکڑایا۔

"شکریہ۔" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کپ تھاما۔ وہ انکل کے بیڈ پر ہی ایک کونے پر ٹک گئی۔

"تم چائے نہیں لے رہیں بیٹا!" انکل نے اس کی گھبراہٹ کم کرنے کے لیے مخاطب کیا۔

"نہیں انکل! جی نہیں چاہ رہا۔" اس نے دھیمے لہجے میں مخاطب کیا۔

"ارے واہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم اتنے عرصے بعد تو گھر آئی ہو۔ اور بغیر کچھ کھائے پیے چلی جاؤ۔ اب تو عون آ گیا ہے جو بھی فرمائش ہے بتاؤ' میں منگواتا ہوں اس سے" انہوں نے پیار سے کہا۔

"نہیں انکل! پلیز۔ دل نہیں کر رہا۔ ویسے بھی اب تو مغیث آنے والا ہوگا۔" اس نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا اور دل ہی دل میں مغیث کے جلد آنے کی دعا کی۔

"اسے کہتے ہیں چائے' وہ صابر نجانے چائے کے نام پر کیا گھول کر پلاتا ہے۔"

انکل نے چائے کا سپ لیتے ہوئے دل کھول کر

تعریف کی۔ وہ نظریں جھکائے کارپٹ کا جائزہ لیتی رہی اور عون اس کا۔

سکندر صاحب نے ایک دوبار اسے تنبیہی نگاہوں سے اسے گھورا مگر وہ ڈھٹائی کے تمام ریکارڈ توڑنے میں مصروف تھا۔ ایک دوبار ماہا نے بھی نظریں اٹھائی تھیں اور پھر گھبرا کر دوبارہ جھکالیں۔ مغیث آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ انکل نے اس کی گھبراہٹ بھانپتے ہوئے ادھرادھر کی باتیں شروع کردیں۔ وہ غائب دماغی سے ہوں ہاں کرتی رہی۔ وقت بھی آج بہت رینگ رینگ کر گزر رہا تھا۔

"بہت دیر ہوگئی' مغیث ابھی تک نہیں آیا۔ میں ٹیکسی سے چلی جاتی ہوں۔" اس سے مزید انتظار نہ ہوسکا تھا۔

"فکر کیوں کررہی ہو بیٹا! تھوڑا سا انتظار کرلو ورنہ عون چھوڑ آئے گا۔"

انکل نے شفقت آمیز لہجے میں تسلی دی۔ اور اسی لمحے صابر نے اسے گھر سے فون آنے کی اطلاع دی تھی۔ وہ تیزی سے اٹھ کر فون سننے گئی۔ دوسری طرف جویریہ تھی۔

"اتنا غصہ آرہا ہے نا جیہ مجھے آپ پر۔ پھنسوادیا مجھے' آج گھر آکر آپ سے ٹھیک ٹھاک لڑائی کرنی ہے۔"

وہ خفا خفا لہجے میں جویریہ سے مخاطب تھی۔ دوسری جانب جویریہ اس کی حالت سے حظ اٹھاتے ہوئے ہنسے جا رہی تھی۔

"آپ اس طرح کیوں ہنس رہی ہیں اور مغیث کیوں نہیں آیا۔" اس نے خفگی سے پوچھا۔

"اسی لیے تو فون کیا ہے تمہیں۔ مغیث ابھی تک گھر نہیں آئے۔ آفس فون کیا تھا میں نے' کسی ضروری کام سے گئے ہیں۔ دو گھنٹے سے پہلے واپسی ممکن نہیں۔" جویریہ نے اطمینان سے بتایا۔

"اف دو گھنٹے' اور معیز' منیب کوئی اور نہیں ہے گھر پر؟" اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اس وقت ان میں سے کسی کی بھی گھر پر موجودگی ناممکن ہے پھر بھی امید بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں اور کوئی بھی نہیں۔ بس میں ہوں اور بابا۔ یہی بتانے کے لیے تو فون کیا ہے تمہیں کہ کہیں تم پریشان نہ ہو رہی ہو۔"

"بس میں ابھی آرہی ہوں جیہ! صابر مجھے ٹیکسی کروا دے گا آپ..." اس کی بات ادھوری ہی تھی کہ اچانک پیچھے سے عون نے آکر ریسیور اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

"السلام علیکم بھائی! جی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں چھوڑ جاؤں گا ماہا کو۔ جی' جی ٹھیک ہے' مان لیا بھئی' تھینک یو سوچ۔"

وہ ہنستے ہوئے جویریہ سے مخاطب تھا۔ دوسری طرف جویریہ نے جانے کیا کہا تھا کہ وہ کھل کر ہنسا تھا اور ماہا کا ساری گفتگو سمجھنے کی کوشش کرتی رہی۔ عون نے خدا حافظ کہہ کر فون رکھ دیا پھر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ کو گھر جانے کی اتنی جلدی کیوں ہو رہی ہے۔ یہاں بھی گھر میں ہی بیٹھی ہیں آپ۔ میں ذرا فریش ہولوں' پانچ دس منٹ تک چھوڑ آؤں گا۔ آپ کو۔" وہ قطعی لہجے میں اس سے مخاطب ہوا۔

"جی نہیں شکریہ۔ میں اکیلے بھی جاسکتی ہوں۔" وہ قطعیت سے کہہ کر مڑی مگر عون نے بازو پکڑ کر اسے روکا۔

"بہت من مانیاں کرلی ہیں آپ نے اور ان من مانیوں نے ہی یہ دن دکھایا ہے بس اب اور نہیں' جو کہہ رہا ہوں وہ کریں۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔ اس نے سٹپٹا کر اپنا بازو چھڑایا اور تیزی سے انکل کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

عون اپنے کہنے کے مطابق صرف دس منٹ میں تیار ہو کر آگیا تھا اور پہلے کی نسبت کافی ہشاش بشاش لگ رہا تھا۔

"اچھا بابا! میں جارہا ہوں ماہا کو چھوڑنے' واپسی میں دیر بھی ہو سکتی ہے۔" انہوں نے سرہلادیا۔

"آیئے!" اس بار وہ براہ راست اس سے مخاطب ہوا وہ بادل نخواستہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

انکل نے دونوں کو ساتھ جاتا دیکھ کر دل سے ان کے ہمیشہ کے ساتھ کی دعا کی تھی۔

☼ ☼ ☼

"یہ کہاں لے کر جارہے ہیں آپ مجھے؟" گاڑی کو قطعی اجنبی سڑک پر دیکھ کر اس سے رہا نہیں گیا۔

"اغوا کررہا ہوں۔" اس نے مسکراہٹ دباتے ہوئے بظاہر سنجیدگی سے کہا۔ ماہا نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا۔

"ویسے جس بے یقینی سے تم مجھے گھور رہی ہو' میں واقعی حیران ہوں۔ ایسا سمجھتی ہو مجھے؟" اس نے مسکراتے ہوئے شکوہ کیا۔ اور حیران تو وہ ہوئی تھی جس قدر اچانک عون نے آپ سے تم تک کا سفر کیا تھا پھر اس کا رویہ' یہ وہ عون تو نہیں لگ رہا تھا جس کو وہ جانتی تھی۔ جس کے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا اپنی حیرانی پر قابو پاتے ہوئے اس نے باہر کے نظاروں پر توجہ مبذول کردی۔ گاڑی شہر کے انتہائی پوش علاقے میں داخل ہوگئی تھی۔ دو چار ٹرن لینے کے بعد اس نے ایک وائٹ ہاؤس نما گھر کے سامنے گاڑی روک دی۔

"آؤ' کسی سے ملوانا ہے تمہیں۔" اس نے اتر کر اس کی جانب کا دروازہ کھولا۔ وہ حیران پریشان سی اتر گئی۔ گیٹ کھلا ہوا تھا۔ عون اندر داخل ہوگیا۔ وہ بھی چپ چاپ اس کے پیچھے چلتی گئی۔

"ارے عون تم؟" ایک جانب سے فیشن ایبل سی ایک خاتون نمودار ہوئی تھیں۔

"السلام علیکم آنٹی! کیسی ہیں آپ؟"

"وعلیکم السلام' میں ٹھیک ہوں۔ تمہیں اتنے دنوں بعد آنٹی کی یاد کیسے آگئی۔" انہوں نے حیرانی چھپاتے ہوئے شکوہ کیا۔

"اور یہ کون ہے؟" اس کا جواب سننے سے پہلے ہی ماہا کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"یہ ماہا ہے۔ میری منگیتر اور آپ کی ہونے والی بہو۔" اس نے مسکراتے ہوئے تعارف کروایا۔

"اوہ اچھا۔ ہاؤ کیوٹ۔ کیسی ہو جانو؟" انہوں نے مصنوعی انداز میں اس کا گال چوم لیا۔

"اچھا چلو' آؤ اندر تو آؤ۔" وہ انہیں ساتھ لے کر وسیع و عریض ڈرائنگ روم کی طرف بڑھیں۔

"سکندر بھائی کیسے ہیں؟" انہوں نے پوچھا تو عون انہیں بابا کی طبیعت کے بارے میں بتانے لگا۔

"کون ہے مما؟" اتنے میں باہر سے آواز آئی پھر ایک لڑکی اندر چلی آئی تھی اور اسے دیکھ کر ماہا پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

"عروج!" اس کے لبوں نے بے آواز جنبش کی۔ اسی لمحے عروج کی نظر بھی ان دونوں پر پڑگئی تھی اور دیکھتے کے ساتھ ہی جو گھبراہٹ اس کے چہرے پر نمودار ہوئی وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

"ہائے ماہا تم! واٹ آ سرپرائز۔" اگلے ہی لمحے عروج نے اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے مصنوعی گرم جوشی دکھائی۔

انشاجی کے سدابہار اور شگفتہ کالموں سے انتخاب

آپ سے کیا پردہ

ابن انشاء

قیمت: =/250 روپے
ڈاک خرچ: =/30 روپے
بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے
=/280 روپے روانہ کریں۔

مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37 - اردو بازار' کراچی

ماہا اٹھ کر اس سے ملی۔

"تم جانتے ہو ایک دوسرے کو۔" شیبا آنٹی نے حیرت سے پوچھا۔

"جی آنٹی! مجھے تو خود آج معلوم ہوا ہے کہ عروج' ماہا کی کلاس فیلو ہے۔ میں نے کہا چلو آج چلتے ہیں تم عروج سے مل لینا' میری بھی آنٹی وغیرہ سے ملاقات ہو جائے گی۔" عون نے عروج پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

"چلو پھر تو اچھی بات ہے' تم باتیں کرو آپس میں۔ میں ریفرشمنٹ کے لیے کچھ منگواتی ہوں۔" شیبا آنٹی باہر چلی گئی تھیں۔ عون صوفے پر ریلیکس ہو کر بیٹھ گیا۔

"اور سناؤ عروج! کیسی ہو۔ کافی کمزور لگ رہی ہو۔" اس نے بے تکلفی سے پوچھا۔

"نہیں وہم ہے تمہارا۔" وہ بمشکل مسکرائی۔

"ہاں ہو سکتا ہے' ویسے ملاقات بھی تو کافی عرصے بعد ہو رہی ہے۔ شاید پانچ ماہ یا اس سے بھی زیادہ' ہے نا؟"

عون نے اندازہ لگانا چاہا۔ ماہا نے آنکھیں پھاڑ کر دونوں کو دیکھا۔ پچھلے پانچ چھ ماہ سے تو وہ عون اور عروج کی ہر دوسرے دن ہونے والی ملاقاتوں کے بارے میں سن رہی تھی اور عون کہہ رہا تھا کہ وہ پانچ ماہ بعد مل رہے ہیں۔

"کیسی ہو ماہا؟" اس کی نظریں خود پر مرکوز پا کر عروج نے کھسیاہٹ چھپاتے ہوئے پوچھا۔

"بہت اچھی۔ ہر لحاظ سے بہترین۔ بس ایک خرابی ہے کہ چہرے پڑھنا نہیں آتے۔" ماہا کے بولنے سے پہلے ہی عون نے جواب دیا۔ "لوگوں کی من گھڑت باتوں پر آنکھیں بند کر کے یقین کر لیتی ہے۔ یہ کوئی اچھی بات تو نہیں ہے نا عروج!" عون نے دوبارہ اسے مخاطب کیا۔ وہ جواباً" چپ ہی رہی۔ اس علامتی گفتگو کو وہ تینوں ہی خوب سمجھ رہے تھے۔

"تم تو دوست ہو ماہا کی' اسے سمجھاتی کیوں نہیں کہ ہر شخص پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کرنا ٹھیک نہیں۔ بعض لوگوں کا کام ہی محبت بھرے دلوں میں غلط فہمی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ ویسے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ کیا ملتا ہے انہیں یہ سب کچھ کر کے۔" عون پر تاسف انداز میں بول رہا تھا۔

اتنے میں شیبا آنٹی اور ان کے پیچھے ملازمہ مشروبات کی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔

"اوکے ماہا! میں چلتی ہوں ایکچوئلی میرے جم جانے کا ٹائم ہو رہا ہے۔"

عروج سے مزید برداشت نہ ہو سکا تھا لہٰذا فوراً" کھڑی ہو گئی۔ ماہا نے حیرت سے سر اٹھا کر اس کے بے مروت انداز کو دیکھا۔ چند لمحوں میں ہی آنکھوں کے سامنے پڑے بدگمانی کے پردے ہٹ چکے تھے۔ ہر بات کھل کر سامنے آگئی تھی' لیکن دل پر سے بوجھ ہٹنے کے بجائے مزید بڑھ گیا تھا۔ دنیا میں ہر طرح کے انسان ہوتے ہیں۔ اچھے بھی اور بہت برے بھی' یہ بات اسے ہمیشہ سے معلوم تھی لیکن کوئی انسان دوستی کے پردے میں اتنی گری ہوئی حرکت بھی کر سکتا ہے اس کا وہ تصور بھی نہ کر سکتی تھی۔ عون نے ایک نظر گم صم سی بیٹھی ماہا پر ڈالی تھی۔

"اوکے آنٹی! ہم چلتے ہیں' اٹھو ماہا۔" اس نے اسے مخاطب کیا۔

"ارے بیٹھو' ابھی تو آئے ہو' کھانا کھا کر جانا۔" انہوں نے رسماً" کہا۔

"پھر کبھی آنٹی' آج تو ماہا نے خاص طور پر میری پسند کے کڑھی چاول پکائے ہیں۔ کھانا تو ہم اکٹھے کھائیں گے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ ماہا نے اس سفید جھوٹ پر عون کو دیکھا اور پہلی بار اس کی شفاف چمک دار آنکھوں میں اپنے نام کا عکس جھلملاتا ہوا نظر آیا تھا۔ اس نے نظریں جھکاتے ہوئے اس کی معیت میں قدم آگے بڑھا دیے۔

پچھلے پانچ منٹ میں وہ بلا مبالغہ سات بار عون کی جانب دیکھ چکی تھی۔ ذرا دیر پہلے کے برعکس اب وہ مکمل سنجیدگی سے نظریں ونڈ اسکرین پر جمائے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

"کیا کہوں' کیا میرے سوری کرنے سے میری ساری حماقتوں کا ازالہ ہو جائے گا۔" وہ عجیب کشمکش و پیچ میں مبتلا تھی۔

"میرا خیال ہے کہ تمہارے دل میں میرے لیے جتنی بھی بدگمانیاں تھیں اب ان کا خاتمہ ہو گیا ہو گا۔" ذرا دیر بعد عون بے حد سنجیدگی سے اس سے مخاطب ہوا۔ اس کا جھکا ہوا سر مزید جھک گیا۔

"اور اگر کوئی شک شبہ ابھی بھی دل میں باقی ہے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ رشتہ سو فیصد میری مرضی اور رضا مندی سے طے ہوا تھا۔ میں نے پہلی نظر میں ہی تمہیں پسند کیا تھا اور بعد میں پتا ہی نہ چلا کہ کب یہ پسند شدید ترین محبت میں ڈھل گئی۔" وہ بہت خشک انداز میں اپنی محبت کا اعتراف کر رہا تھا۔

"بہر حال فیصلے کا اختیار ابھی بھی تمہارے پاس ہے۔ لائف پارٹنر اگر پسند کا نہ ہو تو زندگی گزارنا بہت مشکل ہو جاتی ہے۔ اپنی پسند کی زندگی گزارنا تمہارا بھی حق ہے۔ اگر تمہارا دل اس تعلق کے لیے راضی نہیں ہے تو ٹھیک ہے میں تمہارا فیصلہ مان لوں گا۔ بابا اور انکل کو بھی فیس کر لوں گا۔ تمہیں پوری آزادی ہے فیصلے کی۔" عون کے اس انداز پر ماہا کی آنکھیں یک دم آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔

"گاڑی روکیے' گاڑی روکیے پلیز۔" اس نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ عون نے نہ سمجھتے ہوئے گاڑی کو بریک لگائے تھے۔ وہ تیزی سے لاک کھولنے لگی۔

"بے وقوف مت بنو ماہا! عون نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا اور جلدی سے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی۔ تھوڑا سا آگے جانے کے بعد اس نے ایک ذیلی سڑک پر گاڑی سائڈ پر کر کے روک دی۔

"آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں۔ جب آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ میرے رویے کے پیچھے عروج کی باتوں کا دخل تھا تو پھر آپ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔" وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی۔

"تمہیں میری باتوں سے تکلیف پہنچی نا تو یہ سوچو کہ پچھلے چند ماہ میں نے کتنی اذیت میں گزارے ہیں۔ تم نے بھی تو میری محبت پر شک کیا تھا۔" عون نے ٹشو باکس سے ٹشو نکال کر اسے تھمائے۔

"میرے شک کے پیچھے آپ کی عروج کا ہاتھ تھا۔" وہ آنسو پونچھتے ہوئے جس قدر جل کر بولی۔ عون کو ہنسی روکنا مشکل ہو گیا۔

"اور اگر میں کہوں کہ عروج سے زیادہ تمہاری اپنی حماقتوں کا ہاتھ تھا تو؟ تمہیں کبھی میرے رویے سے ایسا لگا کہ میں ناخوش ہوں؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"مجھے لگتا تھا جیسے آپ خوش ہونے کی ایکٹنگ کرتے ہیں۔" اس نے سادگی سے جواب دیا۔

"اگر مجھے اتنی بہترین اداکاری آتی تو اب تک میں آسکر ایوارڈ کے لیے نامزد ہو چکا ہوتا۔" وہ ہنس دیا۔

"بہر حال مجھے خواب تو نہیں آتے تھے نا کہ آپ مجھے پسند کرتے ہیں۔ آج تک آپ نے کبھی احساس دلایا اس بات کا؟" اس نے شکوہ کیا۔

"دیکھو' یہ تم زیادتی کر رہی ہو۔ کم از کم اس فہرست میں سے آج کا دن نکال دو۔ میں نے ابھی تین منٹ پہلے ہی تم سے اظہار محبت کیا ہے۔" وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔ وہ اظہار محبت تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے آپ نے اینٹ اٹھا کر میرے سر پر دے ماری ہو۔" اس کی زبان سے شکوہ پھسل گیا۔ عون کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ وہ کچھ جھینپ سی گئی۔

"ویسے تمہارے چار بھائیوں کی موجودگی میں' میں تم سے خواب میں ہی اظہار محبت کر سکتا تھا۔ حقیقت میں نہیں۔" عون نے لطف لیتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں' بہت لبرل ہیں میرے بھائی' منگنی والے روز وہ آپ کو صرف اس لیے گھر لائے تھے تاکہ میں دیکھ سکوں۔" اس نے فوراً" بھائیوں کی حمایت کی۔ اس بے ساختہ اعتراف پر عون کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"اچھا پھر کیسا لگا تھا اس روز میں۔" اس نے شرارت سے پوچھا۔

"معلوم نہیں' میں نے غور سے دیکھا ہی کب تھا۔" اس نے پہلو بچایا۔

"اچھا مگر میں نے تو بہت غور سے دیکھا تھا تمہیں' بہت پیاری لگ رہی تھیں تم۔" عون اسے چھیڑ رہا تھا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اس دن وہ کیسی لگ رہی تھی۔

"پلیز اب چلیے' بہت دیر ہو رہی ہے۔ جیہ انتظار کر رہی ہوں گی۔" اس نے اس کی توجہ وقت کی طرف دلوائی۔

"نہیں' جیہ بالکل انتظار نہیں کر رہی ہوں گی۔ ان ہی کی کوششوں سے تو یہ موقع ملا ہے۔ وہ یقیناً مناسب الفاظ میں انکل کو بھی بتا دیں گی۔ تم بالکل فکر نہ کرو۔" عون نے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی۔

"اب کہاں جا رہے ہیں؟" وہ پریشان ہوئی۔

"اب ہم کینڈل لائٹ میں زبردست ساؤنر کریں گے۔ ٹیبل میں نے ریزرو کروالی تھی۔ تمہیں انگوٹھی بھی پہنانی ہے اور ذرا بہتر طریقے سے اظہار محبت کی بھی کوشش کروں گا۔ ویسے اگر تم حوصلہ افزائی کرو تو میں بہت جلد اپنی اس خامی پر قابو پا لوں گا۔ کیا کروں' تجربہ نہیں ہے نا یار!"

وہ اس کی سابقہ بات کا حوالہ دیتے ہوئے شوخ ہوا تھا اور اس کے انداز پر پہلی بار ماہا کو شرم کے بجائے ہنسی آگئی تھی۔ عون نے ایک محبت بھری نظر اس کے مسکراتے چہرے پر ڈالی اور خود بھی مسکرا دیا۔